

صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیئرمین پشاور میں بروز منگل مورخہ 24 جنوری 2017ء بمطابق 25 ربیع

الثانی 1438 ہجری بعد از دوپہر چار بجے منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، اسد قیصر مندرت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔

وَمَا أَوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَّلِعُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○
أَفَمَنْ وَعَدْنَاهُ وَعَدًّا حَسَنًا فَهُوَ لَلْقَبِيهِ كَمَنْ مَّتَّعْنَاهُ مَتَلْعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ
الْمُحْضَرِينَ۔

(ترجمہ): اور جو چیز تم کو دی گئی ہے وہ دنیا کی زندگی کا فائدہ اور اس کی زینت ہے۔ اور جو خدا کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟۔ بھلا جس شخص سے ہم نے نیک وعدہ کیا اور اُس نے اُسے حاصل کر لیا تو کیا وہ اس شخص کا سا ہے جس کو ہم نے دنیا کی زندگی کے فائدے سے بہرہ مند کیا پھر وہ قیامت کے روز ان لوگوں میں ہو جو (ہمارے روبرو) حاضر کئے جائیں گے۔ وَآخِرُ الدَّعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

محترمہ نگہت اور کزنی: سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: میں چھٹی کیلئے درخواستیں پیش کروں پھر اس کے بعد آپ دعا کیجئے۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: راجہ فیصل زمان صاحب، ایم پی اے 24 تا 27 جنوری؛ محمد زاہد درانی 24 و 25 جنوری؛ ملک ریاض 24 جنوری؛ میڈم نادیہ شیر، سردار فرید احمد خان، میڈم پیر محمد، عزیز اللہ خان، شہرام ترکئی 24 تا 31 جنوری؛ امجد آفریدی 24 جنوری؛ میڈم بی بی فوزیہ 24 جنوری تا 7 فروری، منظور ہیں جی؟
(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: جی، میڈم!

محترمہ نگہت اور کزنی: سپیکر صاحب! " کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ "۔ جناب سپیکر صاحب! آج اس اسمبلی میں ایک بہت بڑے سیاستدان عبدالاکبر خان، جو کہ ڈپٹی سپیکر، سپیکر، پی اے سی کے چیئرمین اور چھ بار انہوں نے اپنی سیٹ جیتی، آج وہ اس دنیا میں نہیں رہے جو کہ ایک منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین تھے۔ اس کے بعد میں ساتھ ہی پارا چنار میں جو افسوسناک خودکش دھماکہ ہوا اور اس میں کئی جانیں ضائع ہوئیں اور بہت سے لوگ زخمی ہوئے، درندے پھر اپنے بلوں سے باہر نکل رہے ہیں لیکن ان سے نپٹنا جو ہے، وہ افواج پاکستان اور پاکستانی قوم اچھی طرح جانتی ہے، میں چاہوں گی، آپ کسی سے درخواست کریں کہ وہ اگر ان سب کیلئے جو کوئی بھی اس ملک میں شہید ہو رہا ہے، ان سب کیلئے اور جن کی اموات ہو رہی ہیں، ان کیلئے دعائے مغفرت فرمائے۔

جناب سپیکر: مفتی جانان صاحب! مفتی جانان صاحب! آپ، حاجی حبیب الرحمان صاحب کے بھائی بھی وفات پا گئے تھے، اس کیلئے بھی دعائے مغفرت کیجئے۔

(اس مرحلہ پر تمام شہداء و مرحومین کے ایصالِ ثواب کیلئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: میں ایک دو اعلانات کرتا ہوں، اس کے بعد پھر روٹین کا ایجنڈا شروع کر لیں گے۔

مسند نشین حضرات کی نامزدگی

Mr. Speaker: 'Panel of Chairmen': In pursuance of sub rule (1) of rule 14 of the Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhwa,

Procedure and Conduct of Business Rules, 1988, I hereby nominate the following Members, in order of priority, to form a 'Panel of Chairmen' for the current session:

1. Mr. Samiullah Alizai;
2. Muhammad Arif Ahmadzai;
3. Mr. Abdul Sattar Khan; and
4. Mr. Zarin Gul.

عرضداشتوں کے بارے میں کمیٹی کی تشکیل

Mr. Speaker: Item No. 04, 'Committee on Petitions': In pursuance of rule 116 of the Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhwa, Procedure and Conduct of Business Rules, 1988, I hereby constitute a 'Committee on Petitions' comprising the following Members under the Chairpersonship of Dr. Meher Taj Roghani, honourable Deputy Speaker:

1. Mr. Samiullah Alizai;
2. Mr. Muhammad Arif Ahmadzai;
3. Mr. Ziaullah Bangash;
4. Mr. Munawar Khan Advocate;
5. Sardar Muhammad Idrees; and
6. Mr. Mehmood Jan.

جناب سپیکر کی جانب سے اعلان

جناب سپیکر: یہ ایک اعلان میں کرنا چاہتا ہوں معزز اراکین کیلئے، جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ اسمبلی کے اندر E-Governance کے تحت تمام معزز اراکین اسمبلی کی میزوں پر کمپیوٹر سسٹمز نصب کئے گئے ہیں جو کہ پہلے سے ٹیسٹ کے بنیاد پر فعال کئے گئے ہیں۔ آج سے تمام اسمبلی کی کارروائی ان کمپیوٹر سسٹمز پر دیکھی جا سکے گی جس سے حکومت کو کاغذ کی مد میں کروڑوں روپے کی بچت ہوگی۔ یہ تمام انفارمیشن مشین پر سٹور ہوتی ہیں اور چونکہ پوری دنیا کے پارلیمنٹری سسٹم میں یہ پہلا تجربہ ہے، لہذا اس میں کسی بھی قسم کی خرابی پیش آسکتی ہے، جیسا کہ دنیا کے بڑے بڑے سسٹمز میں آتی رہتی ہے، لہذا اس سلسلے میں تمام معزز ممبران سے تعاون اور مؤثر تجاویز کی گزارش کی جاتی ہے۔ اسمبلی کی روزمرہ کارروائی اسمبلی کی ویب سائٹ پر تمام معزز ممبران اور میڈیا حضرات کیلئے موجود ہوگی، ہم تمام سٹاف، ایڈمنسٹریٹو سیکرٹریز، میڈیا اور ممبران صاحبان کے تعاون کے شکر گزار ہیں، شکر یہ۔ میں دس منٹ کیلئے وقفہ بھی دیتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب جعفر شاہ: پوائنٹ آف آرڈر سر!

جناب سپیکر: ایک منٹ، چونکہ۔۔۔۔۔

جناب جعفر شاہ: سر!

جناب سپیکر: جی، ایک منٹ جعفر شاہ صاحب۔

جناب جعفر شاہ: تھینک یو سپیکر صاحب۔ مونر خو Appreciate کوؤ د آئی تھی سیکشن، د اسمبلی د ستاف دا Efforts، دیکھنی لہر غونڈی مسئلہ دی کہ ہغی طرف تہ ہم دوی توجہ ورکری۔ زما خیال دے میدیا والا ہم واک آؤت اوکرو، پہ دی وجہ باندی چھی ہغوی تہ چونکہ د ایجنڈی پتہ نشتہ نو ہغوی بہ خنگہ خپلہ میدیا کارروائی کوی؟ بل دا دہ جی چھی دا د مونر تہ یو ورخ مخکبھی زمونر پہ ای میل باندی ایڈریس کیری چھی مونرہ Prepared ورتہ راخو، دا بہ زما Suggestion وی۔

جناب سپیکر: (ڈائریکٹر آئی ٹی سے) عطاء اللہ صاحب، بالکل یہ ویب سائٹ پر موجود ہے اور یہ جن کے بھی ای میل ایڈریس ہیں، آپ Kindly اپنے ای میل ایڈریس اسمبلی کے پاس نوٹ کروائیں تاکہ آپ کو ایجنڈا ای میل ایڈریس پر ملا کرے۔ شوکت یوسف زئی صاحب ہیں؟ اچھا عارف! آپ دیکھ لیں، میڈیا کا کیا مسئلہ ہے؟ ایک دو ایم پی ایز اپنے ساتھ لے کے چلے جائیں۔ جی، سردار حسین بابک صاحب!

جناب سردار حسین: شکریہ سپیکر صاحب، زما دا خیال دے چھی دا کوم پروسیجر آئی تھی دیپارٹمنٹ اوکرو، Theoretically خو دا Feasible دے، Practically کہ ورتہ مونر گورو نو چھی زمونرہ د ممبرانو سرہ د ہارڈ کاپنی پہ شکل کبھی ایجنڈا نہ وی او مونرہ تیارے نہ کوؤ نو زما دا خیال دے چھی دلنہ بہ خومرہ ممبران وی چھی د ہغوی پہ ای میل باندی بہ تاسو ای میل اوکری بیہ ہغوی پرنٹ آؤت پسے گرخی، پرنٹ آؤت بہ خان لہ رااوباسی، نو زما دا خیال دے چھی کہ تاسو پہ دی سوچ باندی دا کار کپے وی، زہ نہ گنہم چھی دا د ممبرانو د پارہ فزیبل دے، د ہغی وجہ دا دہ چھی بیہ خان لہ ممبران پخپلہ یو یو KPO بہ

ساتی، بیا بہ خان لہ پرنٹر ساتی، بیا بہ د ہغی نہ پرنٹ آؤت رااوباسی، نوزما دا خیال دے چي Theoretically خودا خبرہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بابک صاحب! سوری، بنیادی طور باندی دنیا لگیا دہ یو نوپ دنیا جویری، د تیکنالوجی دور دے او بل دا دہ چي زمونہ۔ خہ کورسز مو او کپل او زما بہ دا خواست وی تولو ایم پی ایز تہ چي مونہ دیکہنی کورسز ہم کول غوارو او مونہ۔ دا غوارو چي دوی تہ بنیادی دغہ ورکرو۔

جناب سردار حسین: زہ بلہ وایم کنہ سپیکر صاحب، دا خو مونہ سرہ ریکارڈ وی، مثال ایجنڈا راشی، نو ایجنڈا باندی کونسچنز وی، نور Matters وی، پہ ہغی باندی ہر ممبر د شپی ناست وی یا ہر تائم چي ورتہ ملاویری، پہ ہغی باندی خپل تیارے کوی، لکہ اوس مثال زہ بہ د نئی ورچی مثال تاسو لہ درکرمہ، نن چي کومہ ایجنڈا دہ، زما دا خیال دے چي مونہ خو تہول Blank یو، خکہ چي پہ ہارڈ کاپی کہنی ایجنڈا چي دہ ہغہ موجودہ نہ دہ، نو بہر حال دیکہنی لہ تائم ورکری تاسو، خکہ چي دا داسی پریکٹس تاسو شروع کرو او زما خیال دے تہول ممبران دا وائی، کہ ہغوی تہ آسانہ وی نو بیا دا وائی۔

جناب سپیکر: سردار حسین صاحب! تہ خو دیر د ماڈرن پارٹی یو سرے ئے او ماڈرن وژن سرہ تعلق ساتی، پکار دہ چي Appreciate کری دا، تہینک یو جی۔ میں اصل میں، ملک قاسم صاحب ایک بات کرنا چاہتے ہیں، اس کے بعد میں اپنے موضوع پر آؤں گا۔ ملک قاسم صاحب!

ملک قاسم خان خٹک (مشیر جیلانہ جات): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب سپیکر! شکر الحمد للہ وزیر اعلیٰ صاحب موجود دے، نن دریمہ ورخ دہ پہ کرک کہنی چي کوم صورتحال دے جی، کہ زہ درتہ دا اووایم چي بالکل د سوئی بگتی صورتحال دے، جنگ دے، بنیچے راوتی دی، نر راوتی دی او فائرننگ، لا تھی چارج، آنسو گیس، تہولہ ضلع مفلوج دہ، د گیس دومرہ بحران دے جی، تہوتل چي کوم دہی پریشر ڈراپ دے او خلق چي کوم دہی دومرہ پہ تکلیف کہنی دی، بجلی نشتہ، بائیس گھنٹی لوڈ شیڈنگ دے۔ جناب والا، د دغی خلقوخہ بد دی، خکہ چي مونہ۔ کہ چرے بد کوؤ چي زمونہ۔ ضلع گیس ورکوی، زمونہ۔ ضلع تیل

ورکوی، ٲول منزلز هلته کبٲی دی، که دا جرم وی نوزہ دا ریکویسٲ کوم د چٲئر نہ چٲی تاسو دا ایم ڈی (ایس این جی پی ایل) رااوغواری، چیف پیسکو رااوغواری او زمونٲر حالات چٲی کوم دی، وزیر اعلیٰ صاحب ته مٲی ریکویسٲ دے، دا بالکل غلط تصور دے چٲی د کرک خلق د بجلئی بل نہ ورکوی، د گیس بل نہ ورکوی، مونٲر د گیس بل ورکولو ته تیار یو، مونٲر د بجلئی بل ورکولو ته تیار یو، دا بالکل غلطہ خبرہ دہ، زہ ئے Responsibility اخلم، ما ته د دوی Full گیس راکوی، ما ته د دوی کمپلیٲ بجلئی راکوی، بل بہ ان شاء اللہ العزیز، زہ بہ چندہ کوم خو دا بل بہ زہ ورته جمع کوم، دا ٲوٲیل چٲی کوم دے او زہ دٲی ٲول هاؤس ته ریکویسٲ کوم چٲی دا۔۔۔۔

جناب سپیکر: ایک منٹ! بس اپنہ ایجنڈے۔۔۔۔

مشیر جیلخانہ جات: دا جنوبی اضلاع نہ ٲتہ او کٲرہ، د ہنگو ایم پی اے صاحب ناست دے، دومرہ صورتحال خراب دے چٲی جی زہ بہ ٲیر شکر گزاریم چٲی دٲی اسمبلی ته طلب شی د ایس این جی پی ایل ایم ڈی او ورسرہ ورسرہ د بجلئی چیف پیسکو، د کرک د صورتحال خصوصی نوٲس واخلی او جی رولنگ غوارم زمونٲرہ صورتحال بانڈی چٲی دا حل شی۔

جناب سپیکر: ابھی میں ایجنڈے کی طرف جاتا ہوں۔۔۔۔

(قطع کلامیاں اور شور)

جناب سپیکر: آپ پلیز، آپ بیٹھ جائیں جی پلیز۔ آپ پلیز بیٹھ جائیں۔۔۔۔

(قطع کلامیاں اور شور)

جناب سپیکر: جی، جی۔ ایک منٹ، ایک منٹ آپ حوصلہ کریں تھوڑا، آپ کو موقع دیتا ہوں پلیز۔۔۔۔

(قطع کلامیاں اور شور)

جناب سپیکر: پلیز آپ بیٹھ جائیں، جی عارف۔۔۔۔

(قطع کلامیاں اور شور)

جناب سپیکر: آپ لوگ اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ جائیں۔

(قطع کلامیاں اور شور)

جناب سپیکر: آئٹم نمبر 9، آپ بیٹھ جائیں پلیز۔

(قطع کلامیاں اور شور)

جناب سپیکر: اوکے اوکے، آئٹم نمبر 9۔

(قطع کلامیاں اور شور)

جناب سپیکر: دیکھیں پہلے ایجنڈے پر جائیں گے، اس کے بعد بات کریں گے۔ جی، لاء منسٹر! پلیز، آئٹم نمبر 9، لاء منسٹر! پلیز۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: اس کے بعد میں آپ کو موقع دے دوں گا، Don't you worry میرے پیارے۔ جی،

ایک منٹ آپ بیٹھ جائیں۔ جی۔

خیبر پختونخوا پولیس بل 2017 کے حوالے سے مجلس منتخبہ کی رپورٹ کی مدت میں توسیع

Mr. Imtiaz Shahid (Minister for Law): Mr. Speaker Sir, on behalf of the Chairman Select Committee on Khyber Pakhtunkhwa, Police Bill, 2017, I beg to move that under sub-rule (1) of rule 94 of the Procedure & Conduct of Business Rules, 1988, the time of the presentation of the report of the Select Committee on Khyber Pakhtunkhwa, Police Bill, 2017 may be extended till date and I may be allowed to present the report, in the House.

Mr. Speaker: The motion before the House is that extension in period may be granted to the honourable Minister, to present the report of the Select Committee? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Extension in period is granted.

خیبر پختونخوا پولیس بل 2017 کے حوالے سے مجلس منتخبہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

Mr. Speaker: Item No. 09, Minister for Law.

Minister for Law: Mr. Speaker Sir, on behalf of the Chairman of Select Committee on Khyber Pakhtunkhwa, Police Bill, 2017, I beg to present the report of the Select Committee on Khyber Pakhtunkhwa, Police Bill, 2017, in the House along with dissenting note of Senior Minister Local Government Khyber Pakhtunkhwa.

Mr. Speaker: It stands presented. Maulana Lutf-ur-Rehman Sahib!
Please. Ji, Chief Minister Sahib! -----

(Interruption)

جناب سپیکر: چیف منسٹر صاحب ایک بات کرتے ہیں پھر۔۔۔۔۔

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ): میں سپیکر صاحب! ایک ریکویسٹ کرتا ہوں۔ ابھی ہماری کیمینٹ میٹنگ ہوئی، وہاں پر ایک دو اور امنڈ منٹس لارہے ہیں چونکہ وہ سارے آفیسرز لگے ہوئے ہیں، اس پہ کام کر رہے ہیں اور ابھی ہم ڈائریکٹ ادھر سے آرہے ہیں تو اگر تھوڑا بریک کر لیں تو وہ بھی آجائیں گے تو یہ تینوں اکٹھے ہم سٹارٹ کر لیں گے، تو میں آپ سے بھی ریکویسٹ کرتا ہوں اور سپیکر صاحب سے بھی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، اس میں ابھی، میں اس طرح کرتا ہوں کہ یہ ابھی ڈیبٹ کر لیں گے، آپ بات کر لیں لطف الرحمان صاحب، لطف الرحمان صاحب بات کر لیں گے، اس دوران وہ آجائیں گے۔ لطف الرحمان صاحب!

رسمی کارروائی

مولانا لطف الرحمان (قائد حزب اختلاف): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بہت بہت شکر یہ جناب سپیکر! آج لاء منسٹر نے چیئر مین کے حوالے سے جو بل اسمبلی میں پیش کیا ہے، اس پر تفصیلی بحث سلیکٹ کمیٹی میں ہو چکی ہے اور ہماری تقریباً گاتار کوئی چار میٹنگز اس پر ہوئی ہیں اور اس حوالے سے ایک سب کمیٹی بھی بنی تھی، اس سب کمیٹی میں بھی بہت ساری چیزیں، جو سب کمیٹی کو اختیار دیا گیا تھا اس پر بھی ہم نے وہاں پر ڈسکشن کی۔ سب سے پہلے تو ہم نے ہمارے حزب اختلاف کے تمام پارلیمانی لیڈرز اور جو ممبران جو موؤرز تھے اس بل کے حوالے سے، وہ بھی اس میں موجود تھے۔ سب سے پہلے تو میں یہ، نلوٹھا صاحب کو گلہ ہے کہ مجھے اس سلیکٹ کمیٹی میں ممبر نہیں بنایا گیا تھا حالانکہ فلور آف دی ہاؤس تمام پارلیمانی لیڈرز اس سلیکٹ کمیٹی میں ممبرز تھے، تو بل کو دیکھ کر اور اس پر شق وائرز جب ہماری ڈسکشن ہوئی تو بڑے عجیب عجیب جو اس ایکٹ کے حوالے سے ہیں نکات تھے۔ وہ عجیب عجیب چیزیں ہمارے سامنے آرہی تھیں اور جو ہمارے تحفظات تھے، ہم نے کھل کر اس پر بحث کی، چیف منسٹر صاحب بھی بیٹھے تھے، چیئر کر رہے تھے اس کو اور میں چند چیزیں، اس کی طرف میں جاؤں گا کہ اس ایکٹ میں ایسی بنیادی چیزیں تھیں جن کو ہم نے تبدیل کیا

اور اس سلیکٹ کمیٹی نے ان کو تبدیل کیا، تمام جو ممبران تھے اس میں، اس حوالے سے بلا تفاق جو فیصلے ہوئے، اس حوالے سے میں بات کروں گا کہ سب سے بڑی باتیں تھیں اس میں، مثال کے طور پر آئی جی جب اپوائنٹ ہو گا صوبے میں تو کم سے کم دو سال تک اس کو آپ اپنی کرسی سے ہٹا نہیں سکتے کسی Reason کے بغیر، اگر کوئی Solid reason ہو گی تو آپ اس کو ہٹا سکتے تھے Otherwise آپ اس کو ہٹا نہیں سکتے تھے، تو ہم نے اس پر بات کی کہ چیف منسٹر کی کرسی ایک ذمہ دار کرسی ہوتی ہے، ایک ذمہ دار حیثیت سے وہ بیٹھتے ہیں، تمام صوبے کی جو نمائندگی ہے جو یہاں پر اسمبلی میں بیٹھتی ہے، (مدخلت) میڈیا نہیں ہے، میڈیا نہیں ہے، اگر میڈیا کے حوالے سے بات ہو تو وہ سارے میڈیا کے لوگوں نے واک آؤٹ کیا ہے، تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک ذمہ دار کرسی ہے، اس کو آئینی اختیار ہے، یہاں اسمبلی میں پھر ایک قائد ایوان بنتا ہے، اس کی جو ذمہ داریاں آئین نے اس کو سونپی ہیں، یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اس کو اس انداز میں لیں کہ اگر Comfortable نہیں ہیں، مثال کے طور پر حکومت چلانے میں اس کو مشکلات ہو رہی ہیں تو وہ کیوں کر بغیر کسی Reason کے اس کو ہٹا سکے؟ تو یہ ایک چیز تھی بنیادی طور پر جو لائی جا رہی تھی کہ اس کو بغیر Reason نہیں ہٹایا جاسکتا۔ تو اس کا مقصد یہ تھا کہ ایک Tussle ہوتا اور ایک جھگڑا ہوتا اور اس کے بعد جا کے کہیں ایک نتیجے پر بات پہنچتی لیکن الحمد للہ وہ چیز اس بل سے نکال دی گئی اور جو امینڈمنٹ لائی گئی تھی، ہمارے جو مؤوزر تھے، ان کی بات مانی گئی اس حوالے سے۔ اسی طرح جو پولیس کی کمپینٹ کا جو میکنز م تھا، وہ انتہائی عجیب تھا کہ آپ صرف ڈی ایس پی لیول تک یعنی آپ اس کے خلاف کمپینٹ کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! ایک منٹ، ایک منٹ۔۔۔۔۔

قائد حزب اختلاف: نہ چند چیزیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں صرف ویکلم کرتا ہوں، یہ انجینئرنگ کے سٹوڈنٹس آئے ہیں، پشاور انجینئرنگ یونیورسٹی کے، میں تمام اسمبلی کی طرف سے تمام سٹوڈنٹس کو ویکلم کرتا ہوں۔ جی!

قائد حزب اختلاف: بڑی اچھی بات ہے، تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ جو میکنز م انہوں نے بنایا تھا کمپینٹ کے حوالے سے، صرف ڈی ایس پی کی حد تک اور اس کے اوپر آپ کوئی کمپینٹ نہیں کر سکتے اور تفتیش کے

دوران اگر کوئی مسئلہ ہے تو اس کی بھی آپ کمپلیٹ نہیں کر سکتے، تو ہم نے یہاں پر یہ بات کی کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ لاء اینڈ آرڈر سیچویشن کی ذمہ دار حکومت ہوگی اور اس کے پاس یہ اختیار نہیں ہوگا کہ کوئی کمپلیٹ سن سکے تو ہم نے ایک تو وہ کمپلیٹ ڈی پی او لیول تک، ڈسٹرکٹ میں چونکہ ڈی پی او ہوتا ہے تو اس لیول تک ہم نے کمپلیٹ میں اس کو شامل کیا اور پھر وہ صوبے میں آئے اور چیف منسٹر کو یہ اختیار دیا کہ کہیں پر اس کو وہ لگے کہ یہ معاملہ غلط طریقے سے ہینڈل کیا جا رہا ہے تو اس کے پاس اختیار ہو کہ وہ اس حوالے سے انکو آڑی بھی کر اسکے اور اس حوالے سے اس کی پوسٹنگ بھی سے ہو سکے لیکن جہاں پر ان کو لگے۔ اسی طرح اس میں ایک شق یہ تھی کہ ڈسٹرکٹ میں جو آپ کا ڈی سی ہے یا آپ کا کمشنر ہے تو وہاں پر جب لاء اینڈ آرڈر کی سیچویشن اس ڈسٹرکٹ میں Create ہوگی مذہبی حوالے سے، سیاسی حوالے سے، قومی حوالے سے، کوئی لسانی حوالے سے یا کوئی اور ایٹو کے حوالے سے جو سیچویشن اگر وہاں پر ڈسٹرکٹ میں بنے گی تو پھر ڈی پی او خود مختار ہوگا اور ڈسٹرکٹ مینجمنٹ جو وہاں پر جتنے بھی اس کے نیچے ڈیپارٹمنٹس ہیں، وہ سارے کے سارے ان مخصوص حالات میں ڈی پی او کے Under ہوں گے اور اس میں ڈسٹرکٹ، ڈی سی اور ان کا کوئی Role نہیں ہوگا، تو اس کو بھی واپس ڈسٹرکٹ مینجمنٹ کے تحت ہم لائے ہیں کہ اس ڈیپارٹمنٹ کو اور وہ جو ایڈمنسٹریشن ہے، وہ ذمہ دار ہوگی۔ چونکہ حکومت کی ذمہ داری ہے آئینی طور پر، آئینی طور پر چیف منسٹر ذمہ دار ہے، حکومت ذمہ دار ہے لاء اینڈ آرڈر سیچویشن کا تو اسلئے یہ ضروری تھا کہ اس لیول پر جو ایڈمنسٹریشن ہے، وہ حکومت کو جوابدہ ہے، تو پولیس کے حوالے سے لاء اینڈ آرڈر سیچویشن میں پولیس ان کے Under ہونی چاہیے تو یہ بھی مانی گئی اس سلیکٹ کمیٹی میں، اور اسی حوالے سے ہم سمجھتے ہیں کہ اور بہت ساری، یہ میں نے بنیادی چیزیں اس میں کہیں۔ ایک چیز اور بھی تھی کہ Posts create کرے صوبہ، تنخواہ دے صوبہ لیکن اپوائنٹمنٹ کی جو اتھارٹی ہو، وہ فیڈرل ہو اور عجیب جو منطق تھی ان کی پولیس ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے، وہ یہ تھی کہ ہم سپاہی بھرتی کریں گے، اے ایس آئی بھرتی کریں گے اور پھر آپ کو جو ہے کافی عرصے کے بعد جب وہ ڈی ایس پی لیول پر آئے گا، پروموشن ہوگی، ہم نے ایک فاسٹ ٹریک بنایا ہے اور بڑی خوبصورت انداز میں انہوں نے پیش کیا اس کو کہ وہ آپ کو ایک زبردست لاٹ ملے گا، تجربہ کار لاٹ ملے گا، تو ہم نے کہا کہ اچھی بات ہے، آپ کے الفاظ تو بہت اچھے ہیں لیکن کم از کم یہ سبق جو آپ صرف

اے ایس پی کو بھرتی کرنا چاہتے ہیں فیڈرل کمیشن کے نیچے تو یہ ذرا ان کو بھی سمجھادیں کہ آپ بھی تجربہ کار لوگ لائیں اور اے ایس آئی اور سپاہی بھرتی کریں اور پھر ان کو تجربے سے گزاریں اور جب وہ اے ایس پی لیول پر آئیں گے تو آپ کو بڑے تجربہ کار لوگ ملیں گے تو وہاں تو آپ کی منطق چیلنج ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر آرڈر، پلیز۔

قائد حزب اختلاف: ایک Educated آدمی اگر وہ وہاں پر Apply کرتا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بہت سیریس ڈسکشن ہو رہی ہے، آپ پلیز۔

قائد حزب اختلاف: تو وہاں پر Acceptable ہے لیکن یہاں صوبے میں Acceptable نہیں ہے، تنخواہ میں نے دینی ہے، پوسٹ میں نے Create کرنی ہے اور بتانا آپ نے ہے کہ آپ نے بھرتی اس کو نہیں کرنا لیکن یہ بات بھی سلیکٹ کمیٹی میں اپوزیشن کی طرف سے جو بات ہوئی اور یہ مانی گئی، تمام کمیٹی نے اس کو Accept کیا کہ پانچ پرسنٹ ہی سہی لیکن وہ ایک چیز ایک لیول پر آگئی کہ انہوں نے اس چیز کو Accept کیا ہے کہ پانچ پرسنٹ ڈی ایس پیز ڈائریکٹ اپنا صوبہ بھرتی کر سکتا ہے اور یہ کچھ ان کے تحفظات تھے کہ جی پرموشن کا مسئلہ ہوگا، دوسرے جو انسپکٹرز اے ایس آئی کی پرموشن کا پر اہلم ہوگا، راستہ رکے گا ان کا، ہم نے کہا وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے، وہ ایک کوٹہ سسٹم بن جائے گا، کچھ کوراستہ چھوڑیں گے ان کی پرموشن کیلئے اور کچھ کو ہم ڈائریکٹ بھرتی کر سکیں گے اور کل کو اس کو Increase اگر کرنا ہے جب یہ Manage ہو جائے تو پھر ہم اس کو Increase بھی کر سکتے ہیں کہ اپنے صوبے کا کوٹہ جو ہے وہ Increase ہو، تو یہ ہمارا حق تھا صوبے کا جو صوبے کو ملنا چاہیے تھا اور یہ اچھا ہے کہ اس حوالے سے یہ بات مانی گئی اور وہ سلیکٹ کمیٹی نے اس کو اس طریقے سے پانچ پرسنٹ کا کوٹہ صوبے کو حق دیا۔ جہاں پر بنیادی ہمارا ایک اختلاف ہے اس بل کے حوالے سے، وہ یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس بل کے حوالے سے صوبائی خود مختاری کو چیلنج کیا گیا ہے۔ آئینی لحاظ سے یہ غلط ہونے جا رہا ہے کہ یہ آئی جی کو جو اختیارات مل رہے ہیں، بے پناہ اختیارات جو آپ اس کو دے رہے ہیں اور وہاں پر جو ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ سلیکٹ کمیٹی میں بیٹھے ہوئے تھے، وہ بات یہ کر رہے تھے کہ ہم تو اس کو سیکرٹری کے اختیارات دینا چاہتے ہیں، میں نے کہا کہ میں اس پر بحث نہیں کرتا ہوں کہ سیکرٹری کے اختیارات آپ اس کو دے رہے ہیں، پولیس اور ایڈمنسٹریشن میں

کیا فرق ہے، فورس اور ایڈمنسٹریشن میں کیا فرق ہے؟ میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا ہوں لیکن صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ مجھے ذرا بتادیں کہ باقی سیکرٹریز کے پاس اختیارات کیا ہیں اور آئی جی کے پاس آپ کے اس بل کے حوالے سے کیا اختیارات ہیں؟ تو ظاہر سی بات تھی، اس حوالے سے بات سامنے آگئی کہ 17 سے لیکر 21 تک اختیارات چیف منسٹر کے ہیں اور یہاں پر یہ اختیارات جو ہیں آئی جی کے پاس جائیں گے۔ ہمیں ٹرانسفر پوسٹنگز سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، اس کو آئی جی کریں یا کوئی اور کریں، ٹرانسفر پوسٹنگز کا مسئلہ ہمارا نہیں ہے۔ ہم اس بات پر بات نہیں کرنا چاہتے کہ ٹرانسفر پوسٹنگز آپ اپنے تحت کرنا چاہتے ہیں یا آئی جی وہ کرتا ہے، وہ Exercise کرتا ہے آپ کے اختیارات کو، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ہم نے ایک ریکویسٹ کی تھی کہ قانون مت بنائیں، بنیادی وجہ اس میں یہ ہے کہ ایک تو آئینی لحاظ سے ہماری حکومت، چیف منسٹر کی کرسی، چیف منسٹر ذمہ دار ہے لاء اینڈ آرڈر سیچوریشن کے حوالے سے اور یہ عجیب بات ہوگی کہ Policy making ادارہ اسمبلی ہوگی، حکومت ہوگی، کابینٹ ہے، وہ ذمہ دار ہوگی اس حوالے سے اور وہ Implementation کیلئے آپ کے پاس اختیارات نہیں ہوں گے کہ آپ کس پوسٹ کے تھر واپنی پالیسی کو Implement کریں گے؟ آپ بڑے خوبصورت انداز میں باتیں کریں، بہت سارے بلز آپ نے پاس کئے اور اس میں بڑی خوبصورت خوبصورت باتیں آپ نے اس وقت بھی کہیں لیکن جب آپ کے سامنے Practically جو چیزیں آئیں تو آج آپ کو امنڈ منٹس کرنا پڑ رہی ہیں اور مسلسل آپ مشکل میں ہیں۔ ساڑھے تین سال سے زیادہ عرصہ حکومت کو ہو رہا ہے اور مسلسل اس میں امنڈ منٹس لائی جا رہی ہیں، چونکہ اس وقت آپ نے بات نہیں سنی، آج بھی ہم بڑے اخلاص کے ساتھ اور دیانتداری کے ساتھ یہاں پر بیٹھے ہیں، اپوزیشن کے ہمارے سارے دوست بیٹھے ہیں، ہم دیانتداری کے ساتھ یہ آپ کو بتانا چاہتے ہیں کہ ہم اس صوبے کے عوام کے حوالے سے، ان کے حق کے حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں، صوبائی خود مختاری کے حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں، ہماری یہ بات جو ہے آئینی لحاظ سے ہم اس پر حق رکھتے ہیں کہ یہ اختیار صوبے کے پاس ہونا چاہیے، لاء اینڈ آرڈر سیچوریشن میں چیف منسٹر اس کا ذمہ دار ہے تو پھر اختیار بھی اسی صوبے کے پاس ہونا چاہیے۔ اٹھارہویں ترمیم کے تحت جو ہمیں بہت ساری قانون سازی کرنی چاہیے تھی اور اگر ہم اصلاح لاتے پولیس کے حوالے سے، اگر ہم اصلاح لاتے پولیس

سٹیشن کے حوالے سے، وہاں تک اس کے فنانس کے حوالے سے ہم سوچتے تو شاید ہم اس طرف جاسکتے تھے کہ ہم پولیس کو خود مختار کریں۔ چونکہ بنیادی چیز تھانہ ہے، اگر ہم اس تھانے کی بنیاد پر ان کی اس حوالے سے اصلاح کرتے، ان کو ہم باقی لوگوں سے، وہ جوان کی مجبوریاں، ان کے مسائل سے ہم ان کو آزاد کرتے، وہ پرا بلمز ہم ان کے ختم کرتے تو شاید ہم کسی حد تک اس طرف چلے جاتے کہ ہم بہتری لاسکتے تھے لیکن اس طرف تو ہم گئے ہی نہیں لیکن صرف اس بات کو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کریڈٹ لینا کہ جی ہم تو پولیس کو جو ہے، جو Politicize ہونا ہے یا Political interference ہے، اس کو ہم نے ختم کر دیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی دلیل اگر آپ کی یہ ہوگی تو میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی غلط دلیل ہوگی، میں سمجھتا ہوں کہ آئینی لحاظ سے بھی، صوبائی خود مختاری کے حوالے سے بھی اور قانون سازی ہونی چاہیے تھی صوبے کے حق کے حوالے سے بھی، میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ غلط طرف جا رہا ہے اور میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں، آج اس فلور پر آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ کل آپ کو یہ مسائل سامنے آئیں گے اور میں سردار نلو ٹھاکر صاحب کو مبارکباد پیش کروں گا کہ اختیارات مرکز کی طرف چلے گئے ہیں صوبے سے، اور مرکز کا نمائندہ جو بائیس گریڈ میں آپ کے صوبے میں پولیس کی صورت میں بیٹھے گا تو وہ اسٹیبلشمنٹ فیڈرل کے انڈر ہے اور پولیس جو ڈیپارٹمنٹ ہے، یہ Totally پراونشل سبجیکٹ ہے لیکن اس وقت جو قانون اس حوالے سے بننے جا رہا ہے کہ یہ اختیارات جو ہیں مرکز کو جائیں گے، صوبے کے اختیارات مرکز کو جائیں گے۔ ہمیں ٹرانسفر پوسٹنگز سے کوئی اختلاف نہیں ہے، نہ کریں آپ، آپ اس میں Interference کرتے ہیں، نہ کریں، بالکل ہمیں ٹرانسفر پوسٹنگز سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، نہ ہم آپ سے ریکویسٹ کرتے ہیں اس حوالے سے، لیکن یہ ایک چیز آپ کے سامنے ہونی چاہیے، اس پوری اسمبلی کے سامنے ہونی چاہیے کہ یہ اختیارات جو ہیں صوبے کے، جو ہم صوبائی خود مختاری کی بات کرتے ہیں اور ہم مرکز سے اپنے صوبے کیلئے حق مانگتے ہیں اور جو اٹھارہویں ترمیم کے تحت ہونا چاہیے، اس روح کے خلاف ہے، یہ جو ہم کرنے جا رہے ہیں، یہ اس روح کے خلاف ہے۔ تو مجھے صرف یہ بات کرنی تھی اس حوالے سے، باقی الحمد للہ ہم نے تفصیل سے، باقی سب چیزوں پہ ڈسکشن ہوئی ہے اور کسی حد تک ہم حکومت کو بھی Realize کر اسکے اور حکومت نے اس بات کو مانا، ہم اس حوالے سے ان کے شکر گزار ہیں کہ اس حوالے سے جو چیزیں ہونی تھیں، وہ کسی حد تک طریقے سے ہوئیں

لیکن یہ ایک بنیادی نکتہ ہے اس کا اور میں اسی لئے یہ بات بار بار دہرانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ اس حوالے سے آپ کیلئے مسائل پیدا ہوں گے، آپ کیلئے پرابلمز پیدا ہوں گے اور ان مسائل اور پرابلمز کی طرف نشاندہی میں ضرور کر سکتا ہوں لیکن میں اس وقت کرنا نہیں چاہتا ہوں کہ وہ پرابلمز پہلے بھی آپ نے Face کیے ہیں اور پھر آپ کو بعد میں Face کرنا پڑیں گے، تو یہ گزارشات تھیں اس بل کے حوالے سے اور جو میں سمجھتا تھا کہ اس اسمبلی کے فلور پہ اسمبلی کے ممبران کے سامنے یہ چیز ہم رکھیں کہ جس چیز سے ہمیں اختلاف ہے، جس شق سے ہمیں اختلاف ہے، وہ کم از کم ہم اپنے ریکارڈ پر یہاں حزب اختلاف کی طرف سے ہم لائے، ہمارے دوسرے دوست بھی بات کریں گے، میں اسی بات پہ اجازت لوں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ جی، مولانا صاحب! شکریہ۔ جی، سردار اور نگزیب نلوٹھا، سردار اور نگزیب نلوٹھا۔ جی، سردار اور نگزیب نلوٹھا صاحب! میں نے کہا آپ ناراض بھی ہیں تو آپ بات بھی کر لیں گے پہلے، اس کے بعد سردار حسین صاحب۔

سردار اور نگزیب نلوٹھا: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب! میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔ آپ نے میرا نام بچایا اور سلیکٹ کمیٹی میں آپ نے میرا نام نہیں ڈالا ہے۔ پتہ نہیں شاید، آپ نے کیا سمجھا ہو گا، شاید میں کوئی اچھی رائے وہاں پہ دے سکتا تھا تو اسلئے میں نے، مولانا صاحب نے جب بات کی ہے کہ تمام پارلیمانی لیڈرز اس سلیکٹ کمیٹی میں موجود تھے تو میں نے کہا جی کہ میں نہیں تھا، میرا نام آپ مہربانی کر کے ذرا درست کر لیں۔ بہر حال سپیکر صاحب! میری پارٹی کے ممبران عبدالستار خان صاحب اور آمنہ سردار صاحبہ موؤرز بھی تھے اور جو سلیکٹ کمیٹی میں ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب موجود تھے، سردار حسین بابک صاحب بھی تھے اور جو مولانا صاحب نے ابھی وضاحت کی ہے کہ جن جن چیزوں پہ مولانا صاحب اور تمام ہمارے اپوزیشن کے ممبران متفق ہوئے ہیں، Agree ہوئے ہیں، میں ان کے ساتھ سو فیصد اتفاق کرتا ہوں لیکن جناب سپیکر صاحب! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب کوئی اس ہاؤس کے اندر بل پاس ہوتا ہے، کوئی آئین ہم بناتے ہیں تو وہ پورے صوبے کیلئے ہوتا ہے۔ میری یہ رائے ہے کہ عجلت میں جب بھی ہم کوئی قانون پاس کریں گے، کوئی بل پاس کریں گے تو اس کے فوائد کی بجائے نقصانات بھی ساتھ ساتھ ہوں گے جس طرح احتساب کمیشن کا بل سپیکر صاحب! آپ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: سوری، میں دیکھ رہا تھا کہ کیا مسئلہ ہے ادھر؟

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جس طرح احتساب کمیشن کا بل یہاں پہ پاس ہوا تو جناب سپیکر صاحب! بار بار اس میں امنڈ منٹ لائی جا رہی ہے، اگر اس کے اوپر اسی وقت سیر حاصل بحث کی جاتی، اپوزیشن کے ممبران کی بھی تجاویز پر غور کیا جاتا تو شاید آج احتساب کمیشن کے بل میں بار بار ترامیم نہ کی جاتیں۔ آج بھی یہ جو بل اسمبلی میں لایا جا رہا ہے، یہ میں قطعاً نہیں سمجھتا کہ حکومت۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تھوڑا پلیز، میڈم! اس کو کہیں تھوڑا تشریف رکھیں، اس کے بعد چیف منسٹر صاحب کے ساتھ آپ بات کر لیں گے، چیف منسٹر صاحب آپ کو ٹائم دے دے گا، اس کے بعد آپ کو ٹائم دے دے گا۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: سپیکر صاحب! میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ جس طرح آج وہ اسمبلی میں تشریف لائے ہیں، اگر یہ ہر اجلاس میں تشریف لاتے رہے تو میرے خیال کے مطابق ان کے پاس یہ جھگڑا کھانا ہوتا، شاید ممبران کو وقت نہیں ملتا ہے اور وہ آ کے اجلاس کے دوران سی ایم صاحب کو تنگ کرتے ہیں، تو میری یہ درخواست ہو گی سی ایم صاحب سے کہ وہ بھی اسمبلی کو ٹائم دیا کریں تاکہ ہم ان سے ملیں اور اپنے مسائل ان تک پہنچاتے رہیں۔ تو میں یہ بات کر رہا تھا جناب سپیکر صاحب! کہ آج جو بل اسمبلی میں لایا جا رہا ہے، جو پاس ہونے والا ہے، اب ہونے جا رہا ہے تو یہ قطعاً نہ تحریک انصاف کے مفاد میں ہے زیادہ، نہ جماعت اسلامی کے مفاد میں ہے، نہ جے یو آئی کے، قومی وطن پارٹی، اے این پی، جماعت اسلامی، یہ ساری جماعتیں ہم اس صوبے سے تعلق رکھتے ہیں لیکن میری یہ درخواست ہے کہ جس طرح ابھی سی ایم صاحب کہہ رہے تھے کہ کچھ چیزیں ابھی باقی ہیں تو ان کو آنے دیا جائے، پھر اس کے بعد اس کے اوپر بحث کریں گے۔ تو جناب سپیکر صاحب! میری یہ درخواست ہے کہ عجلت میں ہمیں قانون پاس نہیں کرنا چاہیے تاکہ اس میں بار بار ترامیم لانے کی بجائے اگر ایک دفعہ اس کے اوپر بحث ہو جائے اور میں آج بھی یہ درخواست کروں گا آپ سے کہ اس بل پر شق وائز، شق وائز اس کے اوپر جناب سپیکر صاحب! بحث ہونی چاہیے۔ سلیکٹ کمیٹی میں پندرہ سے بارہ یا بیس لوگ تھے، ایک سو چوبیس ممبران اس میں موجود نہیں تھے تاکہ ہر ممبر کو اس کے بارے میں علم ہونا چاہیے اور وہ اپنی رائے

اس میں دے سکیں۔ تو میرے خیال کے مطابق وہ بہت مؤثر ہو گا یہ ایکٹ، جو ہم بل لارہے ہیں، قانون پاس کر رہے ہیں۔ تھوڑا سا ٹائم ہمارا زیادہ لگے گا لیکن اگر اس کے اوپر شق وائر آپ بحث کرنے کی اجازت دے دیں تو میرے خیال کے مطابق بہتر رہے گا۔ دوسری بات یہ ہے جناب سپیکر صاحب! جو اختلاف ہے، ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نے ظاہر کیا ہے، وہ بہت Genuine اختلاف ہے اور اگر حکومت مناسب سمجھے، اگر حکومت ہماری رائے کو اس صوبے کی بہترین مفاد میں سمجھے تو میرے خیال کے مطابق اٹھارہویں ترمیم نے جو اختیارات صوبے کو دیئے ہیں، صوبوں کو منتقل کیے ہیں، اس صوبائی خود مختاری کا ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیے، اپنے صوبے کی صوبائی خود مختاری کے اوپر ہمیں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں تو شکریہ ادا کرتا ہوں جس طرح مولانا صاحب نے کہا ہے کہ مرکز اختیار صوبے کو دے رہا ہے اور صوبہ اختیار نہیں لے رہا ہے، وہ کہتا ہے کہ مرکز کے پاس اختیار ہونا چاہیے تو میں شکریہ ادا کرتا ہوں (تالیاں) صوبے کا لیکن ساتھ ساتھ اس صوبے کا باشندہ ہونے کے ناطے اور ممبر صوبائی اسمبلی ہونے کے ناطے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب! اگر خود مختار ہوں گے، مضبوط ہوں گے، ہماری صوبائی حکومت مضبوط ہوگی تو ہم مضبوط ہوں گے۔ بالکل وزیر اعلیٰ صاحب نے جو فیصلہ کیا ہے کہ میں کسی ٹرانسفر پوسٹنگز میں نہیں آنا چاہتا، وہ نہ آئیں لیکن قانون میں اس کو ضرور رکھا جائے، اگر وزیر اعلیٰ صاحب اس کو نہیں بھی استعمال کرنا چاہتے ہیں تو یہ ان کی اعلیٰ ظرفی ہے، نہ کریں لیکن آئین سے اس کو نہ نکالا جائے تاکہ اس میں چیک اینڈ بیلنس کا ضرور نظام ہونا چاہیے۔ جناب سپیکر صاحب! پولیس میں تمام ہمارے صوبے کے ادارے ہم چاہتے ہیں کہ وہ آزاد ہوں، خود مختار ہوں لیکن ان کے اوپر چیک اینڈ بیلنس بھی ضرور ہونا چاہیے، اگر اس کا ہم خیال نہیں رکھیں گے تو کل جو خرابیاں ہوں گی، وہ حکومت کیلئے مسائل پیدا کریں گی۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ چونکہ ہمارے چیف ایگزیکٹو صاحب ادھر بیٹھے ہوئے ہیں، وہ صوبے کی ذمہ داری ان کے اوپر عائد ہوتی ہے کہ وہ کس طریقے سے اپنے اس نظام کو ٹھیک چلائیں گے، کہاں پہ ان کو کیا کرنا چاہیے، کہاں پہ ان کو کیا نہیں کرنا چاہیے؟ وہ بہتر سمجھتے ہیں لیکن ہماری رائے کے مطابق یہ جو فیصلہ انہوں نے کیا ہے، اس فیصلے کے اوپر ضرور غور کریں اور جو رائے مولانا لطف الرحمان صاحب نے دی ہے، اس رائے کا احترام کیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب سردار حسین بابک صاحب۔

جناب سردار حسین: شکریہ سپیکر صاحب، سب سے پہلے تو میں آپ کا بھی شکریہ ادا کروں گا کہ یہ بل جب اسمبلی میں آیا، آپ نے سلیکٹ کمیٹی بنائی اور وہاں پہ ہمیں موقع بھی ملا، جو جو ترمیم ہم نے پیش کر دی تھیں، کافی وہاں پہ ہماری ڈسکشن رہی۔ تو سپیکر صاحب! آپ کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں، میرے خیال میں اپوزیشن لیڈر صاحب نے بل کے جو اثرات تھے، ان پہ تفصیلاً بحث کی ہے اور سارے بل ڈرافٹ کو جب ہم دیکھتے ہیں تو میرے خیال میں اسی نتیجے پہ پہنچتا ہوں کہ دو وجوہات کی بنیاد پہ اس قانون کی ہم مخالفت کر رہے ہیں۔ ایک تو یہ کہ سپیکر صاحب! کہ اگر ہم یہ دیکھیں، دنیا اشتراکیت کی طرف جاتی ہے، Collective wisdom کی طرف جاتی ہے اور Devolution کی طرف جاتی ہے مگر اسی بل میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کے نام پہ ایک فرد واحد کو تمام آپریشنل، ایڈمنسٹریٹو اور فنانشل اختیار دیا جا رہا ہے جو ہم سمجھتے ہیں کہ اس سے اگرچہ حکومت کی سوچ یہی ہوگی کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ میں بہتری آئے گی، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک فرد کے پاس سارا اختیار کا آنا اس سے برائی ضرور ہوگی، اچھائی کی کچھ خاطر خواہ نتائج ہمیں دیکھنے کو نہیں مل رہے ہیں، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کو سروس سٹرکچر دیا جاتا، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہم یہ دیکھتے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ 'پولیسنگ' کا یعنی پولیس ڈیپارٹمنٹ کا، پولیس ڈیپارٹمنٹ کی ابتداء پولیس سٹیشن سے ہو رہی ہے، ہمیں یہ دیکھنا چاہیے تھا کہ پولیس سٹیشنز ہماری موجود ہیں، پولیس سٹیشنز کے پاس جو ہمارے سٹیشن ہاؤس آفیسرز ہوتے ہیں، ایس ایچ اوز ہوتے ہیں، چلی سطح پہ ان کے پاس مالی کتنے اختیارات ہیں، ان کے پاس آپریشنل کتنے اختیارات ہیں، ان کے پاس ایڈمنسٹریٹو کتنے اختیارات ہیں؟ سپیکر صاحب! جو ہم دیکھ رہے ہیں، جب ہم کرپشن کی بات کرتے ہیں اور پاور کی Misuse کی بات کرتے ہیں، ابتداء وہی سے ہو رہی ہے، ہمیں اپنی ایف آئی آرز کو دیکھنا چاہیے، وہاں پولیس سٹیشنز میں Mobility کیلئے ان کے پاس جو گاڑیاں ہیں، POL ان کو جو ماہانہ ملتا ہے، Even یہ کہ جو لوگ اسی سٹیشن ہاؤس میں Stationed ہوتے ہیں، ہمیں یہ دیکھنا چاہیے تھا کہ ان میں وہاں پہ کچن نہیں موجود، وہاں پہ واش روم نہیں موجود، وہاں پہ باؤنڈری وال نہیں موجود، وہاں پہ ان لوگوں کا ریست روم نہیں موجود، تو میرے خیال میں وہ بہترین ریفرنسز ہوتے لیکن اسی بل میں ہم وہ چیزیں نہیں دیکھ رہے ہیں،

لہذا فرد واحد کو تمام اختیارات دینا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے اچھائی کے کوئی اثرات اللہ کرے کے ہوں لیکن نظر نہیں آرہے ہیں، پولیس کو سروس سٹرکچر ملنا چاہیے جو ابھی تک نہیں ہے۔ دوسری اہم جز 18th amendment کے بعد Devolution ہو گئی ہے یعنی پولیس کے جتنے گریڈز ہیں، کیڈرز ہیں، تمام Creation صوبہ کرتا ہے، پراونشل سبجیکٹ ہے، گریڈ 22 تک Creation ہم کرتے ہیں، فنانس ہم کرتے ہیں اور پھر جس طرح مولانا صاحب نے کہا اور یہ آئین کے 142 اور 240 آرٹیکل کی ایک خلاف ورزی ہے کہ اگر 18 and above ہم پر موشن نہیں کر سکتے تو پھر ہم آئی جی کو اختیارات کس طرح دے سکتے ہیں؟ تو میرے خیال میں یہ بھی قابل غور جز ہے، اس کو ڈسکس ہونا چاہیے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: سردار حسین صاحب! ایک منٹ، ایک منٹ آپ ہولڈ کریں، میں یہ ایک جو آپ پوائنٹ اٹھا رہے ہیں، یہ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ Next بھی سلیکٹ کمیٹی کر رہے ہیں تو آپ اس میں بھی دیکھ لیں اور یہ جو آپ بات کر رہے ہیں، یہ بالکل مناسب ہے اور اس سلیکٹ کمیٹی میں ہم جو ابھی آپ کی سلیکٹ کمیٹی تھی، ہم اس کو Continue رکھیں گے، اس کیلئے پھر ایک نیا کال اٹینشن لے کر آئیں تاکہ اس ایشو کو ہم ڈسکس کریں۔

جناب سردار حسین: تو آج ہم کیا ڈسکس کریں گے؟ آج تو یہی ڈسکس کریں گے۔

جناب سپیکر: یہی کال اٹینشن میں لے کے آئیں نا، تو اس کو ہم پھر ڈالیں گے۔

جناب سردار حسین: صحیح ہے، صحیح ہے۔ سپیکر صاحب! میرے خیال میں یہ ایک Term use ہوتا ہے کہ بس 'سیاسی مداخلت' ختم ہونی چاہیے، 'سیاسی مداخلت' ختم ہونی چاہیے، ہمیں پاکستان کی 68 یا 69 سالہ تاریخ کو دیکھنا چاہیے، دنیا نے ترقی صرف اسلئے کی ہے کہ عوام کی حکمرانی کو یقینی بنایا گیا، میں ہر جگہ یہ مثال دیتا ہوں کہ ہمارے پڑوس میں ایک ملک ہے جس کا نام ہندوستان ہے، وہاں پہ ایک ارب آبادی ہے، وہاں پہ تو کبھی کسی نے نہیں کہا کہ سیاسی مداخلت ہے، میں یہی کہوں گا کہ سیاسی مداخلت نہیں Human interference جو ہے وہ ختم ہونی چاہیے، قانون کی بالادستی کو یقینی بنانا چاہیے، عوام کی حکمرانی کو یقینی بنانا چاہیے، یہ بات محترم پرویز خٹک صاحب کی نہیں ہے، یہ بات اسی صوبے کے چیف ایگزیکٹو کی ہے، آئین نے اسی صوبے کے چیف ایگزیکٹو کو یہ اختیار دیا ہے اور آئین نے اسی صوبے کے چیف ایگزیکٹو کو ذمہ

دار ٹھہرایا ہے۔ میرے خیال میں اگر وزیر اعلیٰ صاحب اپنا اختیار ایک ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری کو دے رہے ہیں تو وزیر اعلیٰ صاحب اپنی ذمہ داری سے مبرا نہیں ہو سکتے، لہذا یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ اس پہ تو سوچنا چاہیے۔ ہم نے تو آئین کی بالادستی کو یقینی بنانا ہے، ہم نے تو اسی تاثر کو غلط ثابت کرنا ہے اور ویسے بھی جس طرح میں نے ذکر کیا، جمہوریت کے خلاف، عوامی نمائندگی کے خلاف، عوام کی حکمرانی کے خلاف میں کہتا ہوں کہ ہر دوسرے قدم پہ یہاں پہ سازشیں موجود ہیں، لہذا ہمیں خود اپنے آپ پہ عدم اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ میں بڑی معذرت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب تو خود اپنے آپ پہ عدم اعتماد کر رہے ہیں، وہ یہی کہتے ہیں کہ میں سیاسی مداخلت ختم کر رہا ہوں تو اس چیز کو قانون کا حصہ بنانا، اس کو رولز کا ضرور حصہ بنائیں، اس کو ضرور رولز آف بزنس کا حصہ بنائیں لیکن میرے خیال میں ایسی چیزوں کو آپ قانون کا حصہ بنا کے، ہم اسی میننگ میں بیٹھے تھے تو مجھے سمجھ آرہی کہ یہ اسی بل کا بانی کون ہے؟ وہاں پہ لکھا ہوا تھا ایک سب سیکشن میں کہ وزیر اعلیٰ صاحب جب آئی جی کو ٹرانسفر کریں گے تو وزیر اعلیٰ صاحب پابند ہوں گے کہ وہ Written form میں دیں گے کہ انہوں نے آئی جی صاحب کو ٹرانسفر کیوں کیا؟ اب اس سے آپ نیت کا اندازہ کریں کہ صوبے کے چیف ایگزیکٹو کو، یہ تو پھر ہونا چاہیے تمام سیکرٹریز کو آپ یہ اختیارات دے دیں، ہیلٹھ کو آپ دے دیں، ایجوکیشن کو آپ دے دیں، سی اینڈ ڈبلیو کو آپ دے دیں، ایریلیکیشن کو آپ دے دیں، تو یہ تو سپیکر صاحب! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اسی بل میں دو نکات کی بنیاد پہ باقی جو Nitty-gritty تھی، وہ تو باقی ٹرائیم ہم نے جو تھیں وہ واپس لی تھیں لیکن یہ جو دو مین ایشوز، مین ایشوز سپیکر صاحب! اہم مسئلہ اور ہر ایک ڈیپارٹمنٹ میں پبلک سروس کمیشن کی Purview میں جو New inductions ہوتے ہیں، ان میں بیلنس رہتا ہے۔ یہاں پہ Suppose گریڈ 17 کے آپ ڈی ایس بیز ڈائریکٹ بھرتی کر رہے ہو، ایک Meager share ان کیلئے رکھا گیا ہے، یہ اچھی بات ہے کہ ڈیپارٹمنٹ میں جو ہمارا Existing lot ہوتا ہے، ان کی پروموشن کے راستے کھلنے چاہئیں، ان کو اور راستے دے دینے چاہئیں لیکن New comers کو صرف 5% دینا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ڈیپارٹمنٹ کی بہتری کی خاطر اسی شیئر کو ذرا زیادہ کرنا چاہیے اور پھر ایک اہم بات، اور جو لوگ گریڈ 17 تک پروموٹ ہوں گے، وہ پبلک سروس کمیشن کے چار امتحانات دیں گے، چار امتحانات، چار امتحانات سے ہوتے ہوئے وہ گریڈ 17 میں ڈی

ایس پی کے اس تک جائیں گے تو سپیکر صاحب! آپ مجھے بتائیں کہ باقی ڈیپارٹمنٹس میں تو لوگ 18 میں چلے جاتے ہیں، 19 میں چلے جاتے ہیں، 20 میں چلے جاتے ہیں، 21 میں چلے جاتے ہیں، ان کیلئے کورسز رکھے جاتے ہیں اور پولیس کیلئے چار دفعہ پبلک سروس کمیشن میں انہوں نے Appear ہونا ہے، اگر وہ کو ایفائی ہوں گے تو ڈی ایس پی کی رینک تک پہنچیں گے۔ سپیکر صاحب! یہ میرے چند گزارشات تھے، مجھے یقین ہے ان شاء اللہ کہ جس طرح وزیر اعلیٰ صاحب نے، جس طرح حکومت نے ہمیں ایک موقع دیا تھا، اور میں نہیں سمجھتا ہوں کہ دیکھیں کہتے ہیں کہ پولیس میں مداخلت ختم ہو گئی ہے، کون کہتا ہے کہ پولیس میں مداخلت ختم ہو گئی؟ ابھی ایک مہینہ نہیں ہوا ہے مردان میں ایک ایس ایچ او تھا، ہمارے ایک وزیر صاحب نے ان کو اتنی گالیاں نکالیں، اتنی گالیاں نکالیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ ساری دنیائے ان کو سنا ہے، ان کو دیکھا ہے اور وزیر کے حکم پہ اسی ایس ایچ او کو معطل کیا گیا، اسی طرح بہت ساری مثالیں ہیں۔ تو میرے خیال میں بجائے اس کے کہ ہم میڈیا کیلئے خبریں بنائیں، ہم باقی پاکستان کو یہ تاثر دیں کہ یہاں پہ مداخلت نہیں ہے، بالکل یہاں پہ مداخلت ہے، ہمیں اس چیز کیلئے کمٹمنٹ کرنی چاہیے سب کو، Blame game نہیں کمٹمنٹ کرنی چاہیے کہ اصلی معنوں میں ہم نے غیر ضروری جس طرح وزیر اعلیٰ صاحب ہمیشہ کہتے ہیں کہ ہم نے چیک رکھنا ہے، ہم نے Over sighting کرنی ہے، ہم نے مانیٹرنگ کرنی ہے، بالکل اسی چیز سے ہم اتفاق کرتے ہیں لیکن اگر کہتے ہیں کہ پولیس میں مداخلت ختم ہو گئی ہے تو میرے خیال میں یہ تو ایک ایسا اختیار ہے کہ جس سے پولیس کی جو حالت بنے گی، اس کو پھر آپ دیکھ لیں گے۔ شکر یہ سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: شکر یہ۔ جناب سکندر خان شیر پاؤ!

محترمہ انیسہ زیب طاہر خلی (وزیر معدنیات): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: میڈم انیسہ زیب!

وزیر معدنیات: تھینک یو جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! یہ ایک Important legislation ہے اور کمیٹی

میں Detailed اور Thorough procedure کے بعد یہ سامنے آیا ہے۔ اس میں We must

acknowledge the interest of the legislators، جتنی زیادہ تعداد میں اس میں دی ہیں،

پہلے یہ Lay ہوا آرڈیننس کی صورت میں ایک کیبنٹ کمیٹی، After thorough sessions, repeated sessions اور تمام سٹیک ہولڈرز کو On board لے کے ان سب سے سن کے اور یہ لیمیشن لائی گئی۔ اب اس میں بات یہ ہے کہ اس میں اب ہم کسی طریقے سے بھی اس کو Interpret کر سکتے ہیں لیکن اصل چیز ہے Rule of law کی، ہم سب کا مقصد پولیس کو اپنے کنٹرول میں اور یہی چیف ایگزیکٹو آف دی پرائونس کا بھی یہ Role ہے، ہم Rule of law میں Interested ہیں، مطلب گورنمنٹ کا ایجنڈا ہے اور اس کیلئے You can not make anybody responsible unless you give them authority, without authorization there is no Chief Executive, incumbent performance۔ اب یہ میں سمجھتی ہوں کہ اگر صرف Chief Executive تک ہوتا، پرویز خٹک صاحب نے اپنی پاور، ویسے بھی انہوں نے اپنے دور میں کبھی Interference نہیں کی لیکن It is for the posterior، آنے والا ٹائم، ہم یہ جو اس وقت Present government ہے وہ بنیاد رکھ رہی ہے اور میں سمجھتی ہوں We must acknowledge the Chief Executive of the Province جناب آئرہیل چیف منسٹر کہ انہوں نے اپنی تمام مصروفیات کو چھوڑ کے سلیکٹ کمیٹی کو نہ صرف ہیڈ کیا بلکہ ہر پوائنٹ کے اوپر Deliberate کیا۔ مجھے یقین ہے لیڈر آف دی اپوزیشن، ہمارے آئرہیل پارلیمنٹری لیڈرز نے اپنی Input دی ہے اور یہ کوئی قرآنی صحیفہ بھی نہیں ہے And they have every right to do so کہ یہ کل بدل نہ سکے، Implementation کیونکہ لازمی بہتری آسکتی ہے They can always be changed۔ اگر ان میں کوئی Circumstantial change آتی ہے یا کوئی حالات میں، لیکن اس وقت گورنمنٹ کی پالیسی ہے اور ہمارا خیال ہے کہ اس Piece of legislation کو چیلنج کرنا چاہیے۔ چیف ایگزیکٹو کے پاس، کوئی یہ کہتا ہے کہ اس نے اپنی اتھارٹی دی ہیں، وہ نہیں دیں، جو اس کی Complete superintendence ہے، وہ اس کے پاس ہے، As a Chief Executive he can take action any time اور جو طریقہ کار اس لاء میں رکھا گیا ہے، وہ اسلئے رکھا گیا ہے تاکہ ایک ریگولیشن آئے۔ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ Incumbent IG کیلئے وہ چیلنج لارہے ہیں He is going to retire in next month، اسلئے یہ بھی Individual specific نہیں ہے کوئی اور Next اس کا

Incumbent آئے گا جب تک گورنمنٹ ہے اور جب تک ہمارا یہ جو ہاؤس ہے، اس کے ممبرز Intact ہیں، ان کے اندر Know how ہے، اگر Oversight کی ان کے پاس اتھارٹی ہے تو کوئی انسٹی ٹیوشن اس سے بالا تر نہیں ہو سکتا۔ If anything goes wrong ہمارا کام ہے، ہمارا Role ہے، ہر وقت اس کے اندر اس Role کے اوپر اپنا عمل کرنا، ہاں یہ اور بات ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ سب نظام ہمارے کنٹرول پہ چلے، اگر میں چاہوں کہ میرے ماموں کا بیٹا ہے، وہ میرے اپنے حلقے میں ہے یا کوئی اور جاننے والا ہے، وہ میرے حلقے کے تھانے میں ہوتا کہ ساری جگہ کا میں اختیار مند ہوں تو یہ I think غلط نظام ہے۔ آپ پوری دنیا کی مثال لیں، جہاں پہ بھی، اپنے ہمسایوں کی مثال لیں، وہاں پولیس کمشنریٹ سسٹم چل رہا ہے، ہمارا طریقہ ہے کہ آپ You should, we should all give it a try ٹھیک ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ Individual role ہر دور میں اگر بہت زیادہ Refined, foolproof نظام بھی ہو، وہاں Individual performance میں ضرور فرق آسکتا ہے، تو اس لحاظ سے تو کوئی اگر یہ کہتا ہے جی، میں نے فلاں Policeman کو پیسے پکڑتے ہوئے دیکھا ہے، Rule نہیں ہے یہ تو بالکل فیل ہو گیا، ایسے کیسز کو Accountable کرنا ہمیں اس کا طریقہ کار ڈھونڈنا چاہیے، We are the defenders of the law، ہم لوگوں نے لیجسلیشن کرنی ہے، اس میں Improvement کرنی ہے، اگر اس کے اندر کوئی Bottlenecks ہیں، ان کو Remove کرنا ہے، تو I think یہ Maximum ہے جو سلیکٹ کمیٹی کی امنڈمنٹس ہیں، وہ چیف منسٹر صاحب نے اپنی موجودگی میں کی ہیں، اگر پھر بھی کوئی ایسا ہوتا ہے کہ جہاں پہ جس پہ ہمارے کوئی بھی آئزبیل ممبر Insist کرتے ہیں تو ان کا Note of dissent ان کے پاس ہے، اتھارٹی، I think we should give it a try, we should believe in the system، اور میں سمجھتی ہوں کہ اس کو ہمیں آزمانا چاہیے اور اس کو ہمیں Positively لینا چاہیے۔ ہاں اگر کل کوئی ایسی بات ہے کہ یہ Set up نہیں رہتا اور اگلا Set up آتا ہے تو یہ تو کوئی Constitutional amendment نہیں ہے کہ اس کیلئے آپ کو بہت بڑا پراسیس ہے، بائک صاحب کو اگر کبھی پھر چانس مل گیا، اگر تو وہ آ کے اس میں اپنی مرضی کی چینجز لے آئیں لیکن پبلک ضرور دیکھے گی کہ کون Individual specific legislation کر رہا ہے اور کون Collective issues کے اوپر قانون سازی کر رہا ہے

تاکہ انسٹی ٹیوشنز کو Strengthen کیا جائے۔ کل ہسٹری ہمیں ان چیزوں سے یاد رکھے گی نہ کہ صرف کٹرول اپنے ہاتھ میں رکھو، We must ہم نے ان اداروں سے، اگر فرض کریں آج ہم اس ادارے کو مضبوط نہ بنائیں، اس کو وہ اختیارات نہ دیں، اس کے اندر آپ ان لاز کو پڑھیں، اس کے اندر ہمارے سول ادارے، ہمارے بلدیاتی ادارے اس کے اندر جو پراونشل پبلک سیفٹی کمیٹی بن رہی ہیں، کمیشنر ہیں اس کے اندر، ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشنر ہیں، ان کے Identified roles ہیں اور اس کے اندر اس ہاؤس کی بھی Representation ہے، تو اگر وہ سب اپنا Role صحیح Play کریں گے تو کبھی بھی پولیس جو ہے ایک شطربے مہار کی طرح اپنی مرضی سے نہیں چل سکتی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکر یہ۔

وزیر معدنیات: With these words I request اپنے آئین ممبرز سے کہ وہ اگر کوئی Note of dissent ہے تو اس کو بھی Withdraw کریں In the larger interest of the public۔ تھینک یو جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: شکر یہ، جناب چیف منسٹر صاحب، چیف منسٹر صاحب!
جناب فخر اعظم وزیر: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: میں فخر اعظم! اس کے بعد آپ کو ٹائم دے دوں گا۔ چیف منسٹر صاحب۔
جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ): جناب سپیکر صاحب! سب سے پہلے تو میں جو یہ آپ نے اسمبلی کمیٹی بنائی تھی، ان سب ممبران کا اور موؤرز کا، سب کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ ہم نے میرے خیال میں تین دفعہ کہ دو دفعہ بہت Detailed meetings کیں، اس میں تقریباً 140 سے زیادہ امنڈمنٹس تھیں اور ایک ایک امنڈمنٹ پر تفصیلاً ہماری بات ہوئی اور ہماری ان میں تقریباً اکثریت میں کہتا ہوں سب پہ Consensus ہوئیں، صرف ایک اس بات پہ بحث ہوئی کہ یہ اختیارات لینے چاہئیں یا نہیں لینے چاہئیں، باقی تقریباً جتنی 148 کتنی امنڈمنٹس تھیں، ان سب پر سب جو موؤرز تھے، انہوں نے ہم سے Agree کیا۔ کچھ باتیں جو ان کی ٹھیک تھیں، سب Agree کر گئے، Unanimous ہم نے ان کو اس میں ڈالا، ہم نے چینجز کیں، ہم نے کافی ان کی جو امنڈمنٹس آئی ہیں، وہ ہم نے ان کی مانیں اور آج تک جتنے ہمارے

بڑے لازم آ رہے ہیں، یہ اپوزیشن کو معلوم ہے کہ کبھی ہم نے ان کو بلڈوز نہیں کیا، ہم چاہتے ہیں کہ ہر چیز کو ڈسکس کریں اور اسمبلی میں Unanimous پاس کریں۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی اس دن کہ سب اس پر آمادہ ہو گئے لیکن پھر یہ پوائنٹ اٹھا کہ اختیارات نہیں ملنے چاہئیں۔ اب یہاں بات آتی ہے صوبائی خود مختاری کی، اگر ہم یہاں پر اختیار لینے بیٹھے ہیں اور ہم اپنے آپ کو Legislators نہیں سمجھتے ہیں کہ ہم قانون ساز ہیں، ہم نے قوانین بنانے ہیں پھر ہمارا کام صرف اس قانون کو Implement کرنا ہے، اس کو دیکھنا ہے کہ وہ قانون کام کر رہا ہے کہ نہیں، وہ قانون جو ہم نے یہاں سے پاس کیا ہے جو یہاں عوام کے کروڑوں روپے، ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں، وہ قانون ہم Implement نہیں ہونے دیتے ہیں تو اسلئے میں کہتا ہوں کہ جب تک یہ یاد رکھیں، میں 35 سال سیاست کر چکا ہوں، پتہ نہیں آگے کیا ہوگا؟ لیکن میں آپ کو بتانا ہوں جب تک آپ نے نظام نہیں بنائے، ادارے ٹھیک نہیں کئے، ان کو با اختیار نہیں کیا، ان سے سیاسی مداخلت نہیں نکالی، یہ گڈ گورننس سسٹم نہیں دیا، ایک میرٹ پہ کام نہ کرتے رہے تو سمجھیں کہ یہ عوام کبھی بھی آپ کو پسندیدہ لیڈر نہیں کہیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں پر جب حکومتیں چلتی ہیں، دو تین سال چلتی ہیں تو لوگ گالیاں دیتے ہیں کیونکہ اس میں اتنی مداخلت ہوتی ہے کہ لوگ Already پریشان ہیں، لوگ Already تنگ ہیں، ہمیں وہ اچھی نظر سے نہیں دیکھتے ہیں، اسلئے کہ ہم سیاسی مداخلت کرتے ہیں، ہم میرٹ کی بات نہیں کرتے، ہم ٹرانسپیرنسی نہیں لاتے، ہم اداروں کو طاقتور نہیں کرتے ہیں، ہم اپنے آپ کو Legislators نہیں سمجھتے ہیں، ہم اپنے آپ کو ایک طاقتور، ایک طاقتور، میں کیا لفظ کہوں؟ بس ہم وہ ہیں اور ہمارے بغیر کچھ نہیں ہوگا۔ ہمارا کام اگر آپ آئین کو پڑھیں، اپنے اختیارات کو دیکھیں تو ہم Legislators ہیں، ہم نے سسٹم دینا ہے۔ اگر دنیا کی آپ بات کرتے ہیں، میں ابھی مہینہ پہلے انگلینڈ گیا تھا، ان کی پولیس سے میں نے پوچھا، جنرل ایک ان کی ڈسکشن تھی کہ کیا آپ کی گورنمنٹ کسی چیز میں Interfere کرتی ہے؟ کہتے ہیں آج تک ہمیں پتہ نہیں، گورنمنٹ کون ہے، ان کا کام ہی ہمارے ساتھ کیا ہے؟ ہمیں ایک سسٹم دیا گیا ہے، ہم نے اس سسٹم میں کام کرنا ہے، کوئی اس میں Interfere نہیں کر سکتا اور جب ہم غلط کام کرتے ہیں تو ہم Answerable ہوتے ہیں۔ تو یہ ایک دنیا کا سسٹم ہے اس سے دنیا چل رہی ہے۔ کہیں پر میں نے دنیا میں سیاسی مداخلت نہیں دیکھی، کہیں پر میرٹ توڑتے ہوئے کسی کو نہیں

دیکھا، کہیں نظام کو تباہ کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔ اس ملک میں بد قسمتی یہ ہے کہ کسی نے نظام بننے نہیں دیا، کسی نے سسٹم اور ادارے چلنے نہیں دیئے اور قصور وار کون؟ وہ ہم لوگ ہیں۔ اگر ہم یہاں بیٹھے ہیں کہ ہم قانون بنا رہے ہیں اور کل اس قانون کو توڑتے ہیں، ان کو بااختیار نہیں کرتے ہیں تو کبھی بھی اس ملک میں کسی کو اپنا حق نہیں ملے گا، کیونکہ اگر میں یہ اختیار لے لوں تو مجھے پتہ ہے میرے اوپر کتنا پریشر آئے گا اور آج تک ہوتا رہا۔ اگر آج میں نیا آیا ہوتا اور میں نے یہ تماشہ 35 سال نہ دیکھا ہوتا تو ہو سکتا ہے میں کہتا رہتا یہ غلط ہو رہا ہے لیکن میں نے یہ ڈرامہ دیکھا ہے اس ملک میں کہ کیسے پولیس استعمال ہوتی ہے، کون کس کا ہوتا ہے، کون کس کیلئے کام کرتا ہے، تھانے کیسے چل رہے ہوتے ہیں؟ تو مجھے تو ساڑھے تین سال مسئلہ کوئی نہیں آیا، میں نے ان کو بااختیار کیا، میں نے Interfere نہیں کیا، کسی کو سپاہی تک اپنے مرضی کا نہیں لگایا، کسی اور کو نہیں لگانے دیا۔ مجھے پولیس میں بہتری نظر آرہی ہے، مجھے آج پاکستان میں، آپ ٹی وی میں دیکھیں، آپ اخباروں میں پڑھیں، آپ اینکرز کے پڑھیں، اس وقت ہمارے صوبے کی پولیس باقی صوبوں سے بہت آگے جا چکی ہے، یہ ایک فورس بن چکی ہے، اب ہم نے کیا کرنا ہے؟ اب As a legislative body ہم نے اس پہ چیک رکھنا ہے۔ اس سے پہلے وزیر اعلیٰ کے پاس ایک اختیار تھا، آئی جی کا اختیار تھا جو ابھی بھی ہے، اس سے نیچے جو ٹرانسفر ہے وہ ٹرانسفر کر لیتا تھا اور بلیک میل خود کرتا تھا یا ہوتا تھا کہ تم یہ کام نہیں کرو گے، میں تمہیں ٹرانسفر کر دوں گا تو وہ مجبوراً کسی کا غلام ہوتا تھا، وہ مجبوراً کسی کیلئے کام کرتا تھا اور ابھی بھی اس پاکستان میں باقی صوبوں میں ہوتا ہے، تو ہم نے ان کو غلامی سے نکالا ہے، ہم نے کسی کی ڈیکلینیشن ان کی بند کی۔ ہم قانون میں تبدیلی یہ لائے کہ ہم ٹرانسفر وغیرہ کا اختیار نہیں لیتے ہیں لیکن اس کے اوپر، یہ آپ کا میں شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ بڑی چیزوں میں آپ نے میری مدد کی، اس حکومت کی مدد کی، آپ نے بڑے اچھے آئیڈیاز دیئے ہیں کہ ہم ان پہ چیک رکھیں، ہم نے ان پر چار چیک رکھے ہیں، ایک چیک رکھا ہے کہ جو ڈسٹرکٹ سیفیٹی کمیشن ہے جس میں 'الیکٹڈ' ڈسٹرکٹ کے ممبرز ہیں، اپوزیشن ہے، ایک اس کے پورے نمبرز ہیں، وہ ان کو اختیار دیا ہے کہ پولیس کے خلاف جب چاہیں انکو آری کر سکتے ہیں، ان کا کیس بنا سکتے ہیں اور کیس اوپر صوبے کو بھیج سکتے ہیں۔ پھر اس کے بعد ڈویژنل سیفیٹی کمیشن ہے، اس میں ججز ہیں، اس میں تین لوگ ہیں اور تینوں Competent لوگ ہوں گے جو پورا اس پہ Decision لے سکیں گے۔ پھر اس

کے بعد صوبائی سیفیٹی کمیشن ہے جس میں اپوزیشن کے ممبرز بھی ہیں، گورنمنٹ کے بھی ہیں اور وہ وہاں پر ان کے خلاف پورا پورا ان کو اختیار دیا گیا ہے اس ایکٹ کے نیچے کہ وہ اس سے جو ہم نے پہلے ایکٹ پاس کیا ہوا ہے لوکل گورنمنٹ کا اور اس میں بھی ڈالا ہے تو ان کو پورا اختیار ہو گا کہ پولیس کے خلاف پورا ایکشن اور انکو آڑی سب کچھ لے سکیں۔ Next step یہ آرہا ہوں، چونکہ As a Chief Minister میں سارا اختیار دے رہا تھا تو آپ لوگوں کی ریکویسٹ کی وجہ سے خود بھی مجھے سوچ آئی کہ ان کو بالکل اس طرح بے لگام نہیں چھوڑنا چاہیے کہ کل یہ لوگوں کی بے عزتی کریں، تو اس کیلئے ہم نے چیف منسٹر کو اس کمیٹی نے اختیار دیا کہ امنڈ منٹس لائیں کہ چیف منسٹر کے پاس کوئی کمپلینٹ آتی ہے تو وہ کمپلینٹ آئی جی کو بھیج سکتا ہے کہ اس پر ایکشن لیا جائے، وہ کمپلینٹ صوبائی سیفیٹی کمیشن کو بھیج سکتا ہے کہ اس پر ایکشن لیا جائے اور اگر دونوں سے مطمئن نہ ہو تو وہ خود ایک کمیٹی بنا سکتا ہے جس میں ایک پولیس آفیسر اور دو کوئی سرکاری آفیسرز، چو انس چیف منسٹر کی ہوتی ہے تاکہ ان سے انکو آڑی ہو سکے۔ تو یہ ایک چیک ہم نے رکھ لیا ہے لیکن آگے ہم اس کو نہیں چھیڑ رہے ہیں کیونکہ یہ فورس ہے۔ اب اختیارات، اگر آپ کہتے ہیں صوبائی خود مختاری ہے اور سارے اختیارات ہمارے ہاتھ میں ہیں تو پھر تو ہمیں نہ کوئی بورڈ بنانا چاہیے، نہ کوئی کمپنی بنانی چاہیے، نہ کوئی اتھارٹی بنانی چاہیے، نہ بلدیات کو اختیار دینا چاہیے، مطلب ہے کہ کسی کو اختیار نہیں دینا چاہیے کیونکہ یہ اختیار صرف ہم لوگوں کا ہے یا صرف کیبنٹ کا ہے، نہ ہی اختیارات کو تقسیم کرنا ہے، اختیارات کو جہاں جہاں استعمال ہونا ہے اس کو استعمال کرنا ہے، لوگوں کو اپنا کام کرنے دینا ہے، ہم نے دیکھا ہے کہ وہ غلط کام نہ کریں، تو مجھے افسوس بھی ہوتا ہے کہ آخر اگر یہ اچھا ماحول ہوتا، یہ پولیس زبردست کام کر رہی ہوتی، یہ نظام بڑا زبردست چل رہا ہوتا، تو آج اس ملک میں لوگ کیوں پریشان ہوتے، لوگ کیوں ہمارے پیچھے، جب ادھر مڑتے ہیں تو پچاس لوگ پیچھے پھر رہے ہوتے ہیں کہ میرا یہ کام کر دو، میرا یہ کر دو، سوادھر پھر رہے ہیں، آپ کی بھی زندگی پریشان، میں زمانے سے Elect ہو کے آرہا ہوں، زندگی پریشان ہے کہ سرکاری، یہ جو ہم وزارت کرتے ہیں یا ممبر بنتے ہیں تو یہ کیا ہم سرکاری نوکروں کے نوکر ہوتے ہیں کہ ہم نے سارا دن انہی کا کام کرنا ہے؟ وہ اسلئے ہم ان کی نوکری کرتے ہیں کہ ان کا کوئی سسٹم نہیں ہے، ان کے ادارے اپنے کام ٹھیک نہیں کر رہے ہیں، اسی وجہ سے اس میں سفارش کی ضرورت ہوتی ہے، اس وجہ سے آپ کی زندگی

تباہ و برباد ہے۔ دیکھیں ہم نے ایک سسٹم ایجوکیشن میں کر دیا، آپ کی زندگی آسان کر دی، کوئی ٹیچر ٹرانسفر نہیں ہے، اس کو ایک سسٹم کے تھرو طریقہ دے دیا۔ پولیس میں اپوائنٹمنٹ کا سسٹم دے دیا، اس میں Interference ختم کر دی، نہیں تو ہر ایک کے گھر سپاہی بیٹھے ہوتے کہ جی مجھے ادھر کر دو یا ادھر کر دو، کیا میں کوئی کہیں اور آسمان سے تو نہیں آیا ہوں، میری ساری زندگی اس میں گزری ہے اور میں نے ساری زندگی عوام میں گزاری ہے، تو میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں، آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ اس ملک میں صرف اختیارات کو نہیں استعمال کرنا، یہی اختیارات تباہی کی طرف ہمیں لے گئے ہیں، سارے ادارے کام نہیں کر رہے ہیں کیونکہ ان کو سسٹم نہیں دیا گیا، ان کا نظام نہیں بنایا گیا، ان کو کہیں راستے پر نہیں ڈالا، ایک ٹریک پہ نہیں ڈالا گیا، بس ایک آدمی آتا ہے، وہ آکر بیٹھتا ہے اس سیٹ پر، اس کی مرضی ہے جو کر لیں، ایک بریفنگ لے لیں اور کہیں جی یہ اس طرح کر دو، یہ اس طرح کر دو اور گھر چلا جائے، یہ نظام بنے گا اور اگر ہم نہیں بنا سکیں، تو میں کہتا ہوں پھر ہمیں حق ہی نہیں ہے اس کرسی پہ بیٹھنے کا، کیونکہ ہم تو تحریک انصاف تبدیل کیلئے آئے ہیں، ہم ایک نظام بدلنے کیلئے آئے ہیں، ہم نے لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ ہم نے سسٹم بنانا ہے اور پھر (تالیاں) اور اسی تبدیلی کے تحت ہمارے جو ساتھی، ہمارے جو جماعت اسلامی ہے یا قومی وطن پارٹی ہے، ہم سب نے اس سے پہلے ساری ڈسکشن کی ہے، ہم نے ہر چیز میں ایک دوسرے کے ساتھ کمیونٹی کی ہے کہ ادھر ادھر تک ہم جائیں گے، ادھر تک آپ جائیں گے، تو میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ ہم نے اپنا یہ سسٹم ٹھیک کرنا ہے، تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم واپس آئیں گے، اللہ نہ کرے، ایسا نہ ہو تو اب اس میں تبدیلی کر دو، اس میں امنڈمنٹ کر دو، یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے، (تالیاں) اس کو Amend کر دو، مجھے کوئی اس سے اعتراض نہیں ہے، ہم خوش ہیں، میں نے جو اختیارات دیئے ہیں جو سسٹم دیا ہے، جس طرح پولیس کا ریکارڈ بن رہا ہے، مجھے اچھی رپورٹس آرہی ہیں، میں اخباروں میں دیکھتا ہوں، میں ٹی وی میں سنتا ہوں، میں ڈسکشنز میں سنتا ہوں لیکن اگر میں کان اور آنکھیں بند کر دوں تو یہ تو تباہی مچ گئی ہے، یہ سسٹم تباہ ہو چکا ہے، اس طرح نہیں، دنیا کے سارے سسٹمز اس طرح ہیں، Political interference کسی ملک میں دکھا دو، اٹھ کے دکھا دو کہ اس ملک میں پولیس، جہاں ڈیموکریسی ہے، جہاں ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں، اس میں دکھا دو کہ یہ جو اختیارات ہیں یہ منسٹرز کے ہوتے ہیں اور جو باقی

ہیں وہ اپنا کام نہیں کر سکتے ہیں؟ انہوں نے سسٹم اور ادارے بنا دیئے ہیں تبھی وہاں لوگوں کو انصاف ملتا ہے، تبھی وہاں خوشحالی ہے، تبھی وہاں ترقی ہے۔ یہ سب چیزوں کو سوچنا پڑے گا اور کب تک ہم سارا دن لوگوں کی فائلوں لے کر ان کے پیچھے بھاگ رہے ہوں گے؟ کوئی اس کے پیچھے بھاگ رہا ہے، یہ نہیں ہے کہ آپ مدد کریں کہ ایسا نظام بناؤ کہ ایک سسٹم چلے اور ہم اپنے ملک اور صوبے کیلئے کام کریں، کیا ہم کام کر سکتے ہیں؟ سارا دن جہاں جاتے ہیں دو سو بندے پیچھے کھڑے ہیں کہ یہ کر دو وہ کر دو، وہ اسلئے کہ اس ملک میں کوئی سسٹم نہیں ہے، باہر آپ جاتے ہیں آپ کو کبھی مسئلہ آتا ہے تو کبھی آپ نے سوچا ہے کہ میں منسٹر کے پاس جاؤں؟ دہلی میں سوچا ہے کہ میں کس حکمران کے پاس جاؤں؟ انگلینڈ میں کبھی سوچا ہے کہ یہ مجھے مسئلہ ہے، میں فلاں منسٹر سے، نہیں، آپ وہاں دیکھتے ہیں کیا سسٹم ہے، اس سسٹم میں آپ فٹ ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے؟ اگر فٹ ہوتے ہیں تو آپ انٹر کرتے ہیں، فٹ نہیں ہوتے آرام سے سائیکل لائن ہو جاتے ہیں، تو تبھی لوگ وہاں اپنے ملک سے پیار کرتے ہیں، تبھی اپنے سیاسی لیڈروں سے محبت کرتے ہیں کیونکہ ان کو انصاف ملتا ہے، ان کو اپنے حقوق ملتے ہیں۔ جو لائق لوگ ہیں وہ آگے جاتے ہیں، جو میرٹ پر آتے ہیں، وہ ترقی کرتے ہیں۔ ہم یہاں پر، جس لاٹ کے ساتھ میں وقت گزار رہا ہوں، اللہ کسی کو نہ دے یا کسی نے مزے کرنے ہیں تو پھر یہ لاٹ بہت بہتر ہے لیکن اگر کسی نے کام کرنا ہے تو اس لاٹ کو سیدھے راستے پہ لانا ہے، (تالیاں) تو ہم اللہ سے کہتے ہیں، ہم ہر نماز میں کہتے ہیں کہ یا اللہ! ہمیں سیدھے راستے پہ لا، تو ہم آپ سے کہتے ہیں کہ خدا کے واسطے اس ملک کو سیدھے راستے پہ لاؤ، اس ملک نے آگے جانا ہے۔ (تالیاں) اور ساری عمر ہم نے نہیں رہنا ہے، تو میں پھر آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ اگر اس میں کوئی چیز رہ گئی، جیسے ایف آئی آر کی بابک صاحب نے بات کی، جیسے پولیس کی پروموشن کی بات کی یا اور ایسی کوئی چیزیں ہیں تو Already ہم ڈسکس کر چکے ہیں کہ اس کمیٹی کو Continue رکھیں گے، میں آؤں گا جو اچھی چیز ہوگی جس میں لوگوں کو فائدہ ہو گا یا کسی کو نقصان ہو رہا ہے، اس کو بچائیں گے، میں بالکل سپورٹ کروں گا۔ تو یہ میری کمنٹ ہے اور پہلے بھی ہے اور ابھی بھی ہے، تو وہ آپ بالکل نوٹ کر لیں، سپیکر صاحب کو دیتے ہیں، اسمبلی کے تھرو لائے ہیں، مولانا صاحب لاتے ہیں، کوئی بھی لاتا ہے، آگے پھر بیٹھ جائیں گے، جو اچھی چیزیں ہوں گی، یہ امینڈمنٹ تو کسی وقت بھی ہو سکتی ہے، جب چاہیں Amend ہو سکتا

ہے اور اگر کئی لوگوں نے کہا منڈ منٹ، انسان سے غلطی ہوتی ہے، ہم سے سوچیں، اتنی بڑی بڑی فائلیں ہوتی ہیں، کوئی لائن رہ جاتی ہے، انسان سے غلطی، اس میں ہم دس دس لوگ بیٹھے ہوتے ہیں، Miss کر جاتے ہیں یا کوئی Mislead کر دیتا ہے تو اس کو ہمیں دوبارہ ٹھیک کرنا پڑتا ہے، تو میں آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ ایک بل نہیں، جتنے یہاں ادارے ہیں، ان کو ایک سسٹم کے طریقے سے چلانا ہے اور ہم نے چونکہ کمٹمنٹ کی ہے اور تین ساڑھے تین سال میں نے ان کی جو صلاحیت دیکھی ہے، مجھے کوئی شک نہیں ہے۔ جی مہربانی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: ایک منٹ، پیپلز پارٹی کی طرف سے۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: نہیں بس ابھی نماز کا ٹائم بھی ہے۔ مولانا صاحب بات کریں اور پھر فخر اعظم بات کریں گے اس کے بعد۔ جی جی، مولانا صاحب! ایک دو منٹ۔ مولانا صاحب پلیز، مولانا لطف الرحمان!

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر صاحب! میں ایک اور پوائنٹ کی بات کرنا چاہتا ہوں اور چیف منسٹر صاحب نے بہت اچھی باتیں کی ہیں صرف ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں اس حوالے سے کہ ذرا جمہوریت پہ بھی غور کریں، جمہوریت کو بہت مضبوط کرنا چاہیے تب سب مسائل حل ہو جائیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ابھی 21 کو، ایک اہم بات کی طرف، آپ کے نوٹس میں بات لانا چاہتا ہوں کہ 21 تاریخ کو، آپ نے میرٹ کی بات کی تو میں اسی حوالے سے ایک بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں، 21 تاریخ کو ڈی آئی خان ایم ٹی آئی کے تحت بورڈ آف گورنر کے تحت ایک انٹرویو ہوا ہے اور اس میں ڈائریکٹر کو انہوں نے پوائنٹ کرنا تھا ڈسٹرکٹ ہاسپٹل میں اور وہاں پہ ہوا یہ ہے کہ ٹوٹل سات ممبرز ہیں اس کے اور سات ممبرز میں سے دو ممبرز اس میں تھے نہیں، غیر حاضر تھے، تین ممبرز نے بائیکاٹ کیا اور دو ممبرز نے وہاں پہ Decide کیا ہے کہ ڈسٹرکٹ ہاسپٹل کا ڈائریکٹر کون ہو گا اور وہ میرٹ کے حوالے سے بھی نہیں آرہا، اور یہ چیز پھر اب کورٹ میں جائے گی اور کورٹ Decide کرے گی کہ یہ چیز پھر سے غلط، ایک دفعہ پہلے بھی ہو چکا ہے، کورٹ نے Decide کیا ہے اور یہ بھی ابھی کورٹ پہ بات جائے گی تو آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا تھا

اور یہ وہی وجوہات ہیں کہ ہم جو بات کر رہے ہیں اس کی یہی بنیادی باتیں ہیں، ٹرانسفر پوسٹنگز میں ہماری کوئی دلچسپی نہیں ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ جو بات ہم کر رہے ہیں وہ آئینی ہو اور اس حوالے سے کریں، آئین کو مضبوط کریں گے، جمہوری اداروں کو مضبوط کریں گے، اپنے پاکستان کے نظریے کو مضبوط کریں گے تو سب چیزیں ٹھیک ہوں گی، اگر آپ اس چیز کو مضبوط نہیں کریں گے تو کچھ بھی نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: فخر اعظم بات کریں گے، فخر اعظم صاحب پیپلز پارٹی کی نمائندگی کریں گے۔ نہیں، وہ اس طرح نہیں، ابھی نماز کا ٹائم بھی ہو رہا ہے اور اپنا بیجنڈا بھی کمپلیٹ کرنا ہے۔ فخر اعظم وزیر صاحب! پلیز۔

جناب فخر اعظم وزیر: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب سپیکر صاحب! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا اور میں سی ایم صاحب کا بڑا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے سلیکٹ کمیٹی میں تمام جو امینڈمنٹس ہماری آئی تھیں، ان کو سنا اور بعض امینڈمنٹس پر انہوں نے ہمارے ساتھ اتفاق بھی کر لیا تو میں ان کا بھی شکر گزار ہوں۔ جناب سپیکر صاحب! مجھ سے پہلے ہمارے جو معزز اراکین ہیں، انہوں نے بات کر لی ہے اور سی ایم صاحب نے بڑی ڈیٹیل کے ساتھ بات کی ہے لیکن یہاں پر میں کچھ بات کرنا چاہوں گا۔ بات دراصل یہ نہیں ہے کہ ہم پولیس کو اختیار نہیں دینا چاہتے، ہم پولیس کو اختیار دینا چاہتے ہیں، ہم ادارے مضبوط کرنا چاہتے ہیں لیکن اس آئین کے اندر، یہ آئین جو ہمیں کہتا ہے، اٹھارہویں ترمیم ہمیں یہ کہتی ہے کہ ہمارا صوبہ خود مختار ہے۔ آرٹیکل 129 کہتا ہے جو ہمارا چیف ایگزیکٹو ہے، جو ہمارے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں، وہ اس صوبے کا چیف ایگزیکٹو ہے تو جناب سپیکر صاحب! ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ نے پولیس میں یہ ترمیم جو لائی ہے، ہم ان کو Appreciate کرتے ہیں لیکن آپ آئین کو پامال مت کریں کیونکہ جب یہ قوانین آئین کے ساتھ ان کا تصادم ہوگا تو ظاہری بات ہے کہ آئین اس کے اوپر Prevail کرے گا کیونکہ آئین جو کہتا ہے، آئین ہمیں اٹھارہویں ترمیم کے تحت اس صوبے کو خود مختار بنانا چاہتا ہے اور ہمیں صوبائی خود مختاری دے رہا ہے اور دوسری طرف ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب جو ہیں، ہم ان کو اختیار دے رہے ہیں اور یہ اختیار سے بھاگ رہا ہے تو یہ کم از کم اگر یہ آپ کے پاس ایک آئینی اختیار ہے، سی ایم صاحب! آپ کے پاس یہ آئینی اختیار ہے، آپ کو آئین نے اختیار دیا ہوا ہے، ہم نے نہیں دیا۔

جناب سپیکر: میں ادھر ہوں، آپ چیئر کو ایڈریس کریں، ادھر ادھر، ادھر۔

جناب فخر اعظم وزیر: تو پھر ایسا کریں کہ پھر Two-thirds میں قومی اسمبلی سے کوئی اس طرح کی ترمیم کر دیں کہ پھر آئی جی کو اختیار دے دیں۔ اگر آج آپ آئی جی کو اختیارات دے رہے ہیں تو کل پھر سیکرٹری کو دے دیں اختیارات، تو پھر سارے جتنے سیکرٹریز ہیں، سب کو دے دیں اختیارات، پھر قصہ ہو جائے گا ختم کیونکہ یہ تو جو اپنے اختیارات کسی اور کو دینا یہ اس آئین کے ساتھ مذاق ہے جناب سپیکر صاحب! اس آئین کے ساتھ مذاق ہو رہا ہے۔ ہم اس کے خلاف نہیں ہیں، پولیس ہماری Respectable پولیس ہے، ہم اس کی عزت کرتے ہیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری پولیس مضبوط ہو اور ہماری پولیس صوبے میں اس کا نام نہیں بلکہ پورے ملک میں اس کا نام ہو لیکن نہیں، آئین پر ہم حرف نہیں آنے دیں گے، اس پر ہم کوئی Compromise نہیں ہونے دیں گے، ہم اس آئین کی بڑی عزت کرتے ہیں جناب سپیکر صاحب! اور دوسری بڑی بات یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ پولیس کو ہم نے اختیار دے دیا ہے اور یہ انصاف قائم کرے گی حالانکہ پولیس میں سب سے بڑی بنیادی چیز انوسٹی گیشن کی ہوتی ہے، اس نے صوبے کے لیول پر جو انوسٹی گیشن ہے، وہ آئی جی کے Under کر دی ہے اور ضلع کے لیول پر اس نے ڈی پی او کے Under انوسٹی گیشن کو کر دی ہے۔ انوسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ جب صوبے کے لیول پر آئی جی کے Under ہو جائے گا تو کہاں سے آئے گا انصاف جناب سپیکر صاحب! کیونکہ جب انوسٹی گیشن آپ کی آزاد نہیں ہوگی تو اس وقت تک انصاف نہیں آسکتا اور تیسری بڑی بات، یہاں پر یہ کہتے ہیں کہ Unclaimed property جو ہوگی جو کسی کی نہیں ہوگی، پولیس اس کو اپنی تحویل میں لے گی۔ یہاں تو Already جناب سپیکر! 550 ARPC اور 523 RPC کے اندر Already یہ شق موجود ہے کہ جو Unclaimed property ہوتی ہے، اس کا اختیار جو ڈیشل مجسٹریٹ کے پاس ہے تو پولیس جو ڈیشل مجسٹریٹ بھی بن گئی ہے، وزیر اعلیٰ بھی بن گئی ہے تو سب اختیارات ان کے پاس آگئے۔ جناب سپیکر صاحب! یہ ٹھیک ہے آج یہ صرف ایک بل کا قصہ ہے لیکن کل آپ کو خود تکلیف ہوگی۔

جناب سپیکر: میں آپ کو، ابھی اذان کا نائٹم ہونے والا ہے، Kindly-----

جناب فخر اعظم وزیر: جناب سپیکر صاحب! پھر یہ حشر ہو گا جو آپ آج احتساب میں امنڈ منٹس کے اوپر امنڈ منٹس لے کر آرہے ہیں، پھر اسی بل میں آپ امنڈ منٹس لے کر آئیں گے کیونکہ آج آپ کا آئی جی بڑا زبردست بندہ ہے لیکن کل اگر کوئی اور آئی جی آجائے گا اور وہ پھر کسی کی بات نہیں مانے گا، پھر وہ پوسٹنگز ٹرانسفر، یہ پوسٹنگز ٹرانسفر کی بات بھی نہیں ہے، جس طرح مولانا لطف الرحمان صاحب نے بات کی، یہ ہماری صوبائی خود مختاری کا مسئلہ ہے، جناب سپیکر صاحب! میں پھر عرض کروں گا کہ یہ اگر کل کوئی سپریم کورٹ میں چلا گیا تو میں کہتا ہوں کہ یہ بل Null and void بھی ہو سکتا ہے کیونکہ جب اس کا آئین کے ساتھ ٹکراؤ ہو گا تو ظاہری بات ہے وہ بات قانون کی خلاف ورزی ہوگی۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ اچھا اس میں ایک Proposal آئی ہے اور چیف منسٹر صاحب نے بھی اس کو Endorse کیا ہے، میں اس حوالے سے یہ رولنگ دینا چاہتا ہوں۔ As the Police Bill یہ سیشن کمیٹی، آپ بیٹھیں تھوڑا، As the Police Bill, 2017 will be passed today, therefore, the Select Committee constituted for the Police Bill, 2017 will be closed, however, a Special Committee will be constituted for recommendations, implementation in the Police Act. اور وہ سیشن کمیٹی میں آپ لوگوں کی وہ کر لوں گا، ابھی اذان کا وقت بھی ہو رہا ہے، میں لاء منسٹر کو کہوں گا۔ لاء منسٹر پلیز، آئٹم نمبر 11 اینڈ 12۔

مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا پولیس مجریہ 2017 کا زیر غور لایا جانا

Mr. Imtiaz Shahid (Minister for Law): Mr. Speaker Sir, on behalf of the Chairman Select Committee on Khyber Pakhtunkhwa, Police Bill, 2017, I beg to move that the Khyber Pakhtunkhwa, Police Bill, 2017, reported by the Select Committee, may be taken into consideration at once.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa Police Bill, 2017 may be taken into consideration at once? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Since no amendment has been proposed by any honourable Member in Clauses 1 to 144 of the Bill, therefore, the question before the House is that Clauses 1 to

144 may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Clauses 1 to 144 stand part of the Bill. Amendment in preamble of the Bill, honourable Minister for Law, please.

Minister for Law: Mr. Speaker Sir, second para of the preamble may be substituted as follow;-

“AND WHEREAS it is expedient to make the police apolitical and accountable to the people through democratic institutions and civilian oversight bodies”.

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the amendment, moved by the honourable Member, may be adopted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The amendment is adopted and stands part of the Bill.

مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا پولیس مجریہ 2017 کا پاس کیا جانا

Mr. Speaker: Minister for Law, please. 'Passage Stage':

Minster for Law: Mr. Speaker Sir, on behalf of the Chairman Select Committee on Khyber Pakhtunkhwa, Police 2017, I beg to move that the Khyber Pakhtunkhwa Police Bill, 2017 may be passed.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Police Bill, 2017 may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The Bill is passed.

(Applause)

جناب سپیکر: اب میں نماز کیلئے وقفہ کرتا ہوں اور اس کے بعد ایڈیشنل ایجنڈا اہم لیں گے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی نماز مغرب کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب محمود احمد خان: جناب سپیکر صاحب! زہ خبرہ کول غوا یرم۔

جناب سپیکر: وایہ بسم اللہ، بسم اللہ بیٹنی! اودریرہ دا دغہ کوؤ نو د دې نہ پس
بیا وایہ چي شوک خو ناست وی کنہ۔

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا احتساب کمیشن مجریہ 2017 کا متعارف کرایا جانا

Mr. Speaker: Law Minister Sahib! Please, item No. 8-A.

Minister for Law: Mr. Speaker Sir, I wish to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Ehtisab Commission (Amendment) Bill, 2017 in the House.

Mr. Speaker: It stands introduced.

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا احتساب کمیشن مجریہ 2017 کا زیر غور لایا جانا

Mr. Speaker: Item No. 8-B and C, Minister for Law, please.

Minister for Law: Sir, I wish to move that the Ehtisab Commission Bill, Khyber Pakhtunkhwa, Ehtisab Commission Bill 2017, may be taken into consideration at once.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Ehtisab Commission (Amendment) Bill, 2017 may be taken into consideration at once? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Since no amendment has been proposed by any honourable Member in Clauses 1 to 12 of the Bill, therefore, the question before the House is that Clauses 1 to 12 may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Clauses 1 to 12 stand part of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا احتساب کمیشن مجریہ 2017 کا پاس کیا جانا

Mr. Speaker: Minister for Law, please, 'Passage Stage':

Minister for Law: Mr. Speaker Sir, I wish to move that the Khyber Pakhtunkhwa, Ehtisab Commission (Amendment) Bill may be passed.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Ehtisab Commission (Amendment) Bill, 2017 may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The Bill is passed.

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا کے وزراء کی تنخواہیں، مراعات و استحقاقات

مجر یہ 2017 کا متعارف کرایا جانا

Mr. Speaker: Item No. 8-B, Minister for Law, please.

Minister for Law: Mr. Speaker Sir, I wish to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Salaries, Allowances and Privileges Bill, 2017 before the House.

Mr. Speaker: It stands introduced.

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا کے وزراء کی تنخواہیں، مراعات و استحقاقات

مجر یہ 2017 کا زیر غور لایا جانا

Mr. Speaker: Item No. 8-E and 8-F, Minister for Law, please.

Minister for Law: Mr. Speaker Sir, I wish to move that the Khyber Pakhtunkhwa, Salaries, Allowances and Privileges Bill, 2017 may be taken into consideration at once.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 2017 may be taken into consideration at once? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. 'Consideration Stage': Since no amendment has been proposed by any honourable Member in Clauses 1 and 2 of the Bill, therefore, the question before the House is that Clauses 1 and 2 may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Clauses 1 and 2 stand part of the Bill -----

(Interruption)

جناب سپیکر: در کوم بیبا تا سواله موقع در کوم جی -----

(مداخلت)

جناب سپیکر: یو دوہ منته، پہ هغی باندي موقع در کوم کنه۔

مسوده قانون (ترميمی) بابت خیبر پختونخوا کے وزراء کی تنخواہیں، مراعات و استحقاقات

مجریہ 2017 کا پاس کیا جانا

Minister for Law: I wish to move that the Khyber Pakhtunkhwa, Salaries, Allowances and Privileges Bill, 2017 may be passed.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 2017 may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The Bill is passed.

(Applause)

Mr. Speaker: Item No. 8-G, Minister for Law.

Minister for Law: 8-----

Mr. Speaker: 8-G.

جناب سردار حسین: جناب سپیکر! دا کاپی مونر سره نشته۔

جناب سپیکر: شته، کمپیوٹر باندي شته۔

وزیر قانون: ما جی دا اوس، کمپیوٹر ته راغلو، ما Hurry کنہی دا اوس زر زر تیار کرو۔

جناب سپیکر: هغه د لاء منسٹر صاحب د کمپیوٹر نه نوبت کړې ده او کمپیوٹر نه هغه وائی، جی منسٹر فار لاء پلیز۔

مسوده قانون (ترميمی) بابت خیبر پختونخوا تنخواہیں، مراعات و استحقاقات قوانین مجریہ

2017 کا متعارف کرایا جانا

Minister for Law: Item No?

Mr. Speaker: Item No. 8-G.

Minister for Law: Mr. Speaker Sir, I wish to move the Khyber Pakhtunkhwa, Salaries, Allowances and Privileges (Amendment) Bill, 2017, in the House.

Mr. Speaker: It stands introduced.

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا تنخواہیں، مراعات و استحقاقات قوانین مجریہ

2017 کا زیر غور لایا جانا

Mr. Speaker: Item No. H & I.

Minister for Law: Item No?

Mr. Speaker: H & I.

Minister for Law: Mr. Speaker Sir, I wish to move the Khyber Pakhtunkhwa, Salaires, Allowances and Privileges Laws (Amendment) Bill, 2017, in the House.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Salaries, Allowances and Privileges (Amendment) Bill, 2017 may be taken into consideration at once? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. 'Consideration Stage': Since no amendment has been proposed by any honourable Member in Clauses 1 and 2 of the Bill, therefore, the question before the House is that Clauses 1 and 2 may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Clauses 1 and 2 stand part of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا تنخواہیں، مراعات و استحقاقات قوانین مجریہ

2017 کا پاس کیا جانا

Mr. Speaker: 'Passage': Schedule may also stand part of the Bill.

Minister for Law: Mr. Speaker Sir, I wish to move that the Khyber Pakhtunkhwa Salaries, Allowances and Privileges Laws (Amendment) Bill, 2017 may be passed.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Salaries, Allowances and Privileges (Amendment) Bill, 2017 may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The Bill is passed.

(Applause)

جناب سپیکر: سردار حسین بابک صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ۔

جناب سردار حسین: شکریہ سپیکر صاحب! میں یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ احتساب ایکٹ میں یہ آپ لوگوں نے،

یہ منسٹر صاحب حکومت کی ترامیم لے آئے تو ذرا ہمیں بتادیں کہ کونسی امنڈمنٹس وہ لارہے ہیں؟

جناب سپیکر: شاہ فرمان صاحب۔۔۔۔۔

جناب سردار حسین: دوسری بات، یہاں پہ تو ہاؤس میں Decide ہوا تھا کہ احتساب ایکٹ میں سارے

ہاؤس نے یہ Agree کیا تھا کہ امنڈمنٹس جب لائیں گے تو تمام پارلیمانی لیڈرز کی ایک کمیٹی بنے گی اور وہ

اپنی سفارشات اسمبلی میں لائے گی لیکن ہماری معلومات کے مطابق تو حکومت نے اپنی کمیٹی بنائی، جس طرح

ابھی میں دیکھ رہا ہوں کہ Ongoing schemes پہ احتساب کمیشن ہاتھ نہیں ڈال سکے گا۔ اسی طرح

Fifty lac تک آپ لوگوں نے ایک Limit رکھی ہوئی ہے تو یہ تو کھلے عام حکومت احتساب ایکٹ،

احتساب جو کمیشن ہے Ongoing کون کر رہا ہے؟ وہ تو حکومت کر رہی ہے ہم تو اپوزیشن میں ہیں، میں

نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ کیسا Collective wisdom ہے پھر، ورنہ تو پھر یہ چاہیے تھا کہ ایک مشترکہ

کمیٹی بناتے، وہ کمیٹی اپنی سفارشات لاتی اور میرے خیال میں یہاں ہاؤس میں ان تمام ترامیم پہ ایک ڈسکشن

ہوتی۔ اب ہم سارے یہاں بیٹھے ہیں، آج تو حال بھی یہی ہے کہ ایجنڈا بھی نہیں ہے اور وہاں پہ انہوں نے

Present کیا اور یہاں سے پاس ہوا، لہذا اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو ذرا ہمیں یہ بتائیں کہ وہ کون کونسی

امنڈمنٹس تھیں جو ہماری خاموشی میں پاس ہو گئی ہیں۔

Mr. Speaker: Mr Shah Farman Sahib! Please explain the amendments, please.

جناب شاہ فرمان (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): شکریہ جناب سپیکر! احتساب کمیشن کے حوالے سے جو اس

حکومت کا بنایا ہوا ایک ادارہ، جو ہمارا تجربہ ہو گیا، جو لوگوں کے Concerns تھے، اس حوالے سے جو

حکومت نے Amendments introduce کرائیں اس بل کے اندر، ان امنڈمنٹس کی وجوہات میں

آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے تو جناب سپیکر! ایک ایسا ادارہ جو بالکل بھی حکومت کے

اختیار میں نہیں ہے، اس کے کمشنرز، اس کا ڈی جی سرچ اینڈ سکروٹنی کمیٹی Choose کرتی ہے Unlike

the NAB کہ نیب کے اندر جو چیز مین ہے، وہ اپوائنٹ کرتا ہے لیڈر آف دی اپوزیشن اور دی پرائم منسٹر، یہاں پر سرچ اینڈ سکروٹنی کمیٹی کا کام ہے لیکن کچھ سوالات اٹھائے گئے اور وہ یہ کہ یہ کمیشن حکومتی کمیشن ہے، یہ حکومت کی ایما پر چلتا ہے اور Political victimization کا رونا رو یا گیا اس کے اندر، اس ہاؤس کے اندر لوگوں نے بات کی جناب سپیکر! اور یہ Impression دیا گیا کہ شاید حکومت کی Influence ہے اس کے اوپر، تو جو Concerned quarters ہیں جناب سپیکر! انصاف کا یہی Feedback ملا کہ Arrest کسی کا بھی ہو، چونکہ اس کرائم کے ثبوت ہوتے ہیں ڈاکو منٹس کے اندر، اس کرائم کے ثبوت ہوتے ہیں ڈاکو منٹس کے اندر اور جو ڈاکو منٹس کے اندر اس کے ثبوت ہوتے ہیں، اگر بندہ Available ہے، ڈاکو منٹس دے رہا ہے، کو آپریٹ کر رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نیب کے اندر جو پلی بارگین ہے، نیب کے اندر جو Voluntarily return concept ہے، وہ ہمارے ہاں ہے نہیں، آپ نے ہر کیس کو عدالت میں لے جانا ہوتا ہے، لہذا ہم نے، جو Arrest ہے وہ کورٹ کی Permission کے تھرور کر دیا ہے کہ اگر انکوائری یا انوسٹی گیشن میں اتنی جان ہے اور کسی بندے کا Arrest ہونا Justified ہے تو بجائے اس کے کہ اس کو ڈائریکٹ کوئی Arrest کرے، اس کے ثبوت کورٹ میں پیش کر کے کورٹ سے Permission لی جائے اور ظاہر ہے کہ بہت ساری جگہوں کے اوپر جب آپ کسی کو Arrest کرتے ہو، یہاں پر سارے ہائی پروفائل لوگ ہیں، پولیٹیشنرز ہیں، بیورو کریٹس ہیں، یہ سارے عزت دار لوگ ہیں، اگر آپ کسی کو Arrest کر لو اور کل وہ Bail پہ نکل بھی جائے، اگر آپ کی عدالت سرزنش بھی کر دے پھر بھی اس کی عزت واپس نہیں آتی، تو جو عدالت Bail دیتی ہے پہلے سے اس عدالت کے تھرور کہ اگر وہ کیس دیکھ لیں اور اگر وہ مناسب سمجھتا ہے کہ بندے کا Arrest ہونا ضروری ہے تو اس سے دو چیزیں، ایک تو انصاف کے تقاضے پورے ہوں گے جناب سپیکر! اور دوسری بات یہ ہوگی کہ Political victimization کی جو بات ہو رہی ہے، وہ ختم ہو جائے گی، کوئی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ یہ کسی کی ایما پر یہ Arrest ہے تو ایک تو یہ اس کے اندر تبدیلی ہے جناب سپیکر! بابک صاحب نے بات کی، بہت ساری جگہوں پر گورنمنٹ کا کام رک گیا، مشینری رک گئی، بہت ساری جگہوں پر Financial loss نہیں ہے، بہت ساری جگہوں پر Malafide نہیں ہے، بہت ساری جگہوں پر کرپشن نہیں ہے تو ہم نے یہ

کہا کہ اگر کہیں Financial loss نہیں ہے، اگر Financial loss نہیں ہے اور صرف Procedural lapse ہے تو Procedural lapse کے اندر کیونکہ اور بھی ادارے ہیں تو Procedural lapse کے اوپر وہ ایکشن نہیں لے سکتے۔ تیسری بات جناب سپیکر، جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ یہاں پر بہت سارے ادارے کام کر رہے ہیں، وہ ایف آئی اے بھی ہے، اینٹی کرپشن بھی ہے، نیب بھی ہے لیکن ہمیشہ سے یہ گلہ رہا ہے، ہمیشہ سے یہ گلہ رہا ہے کہ جس Accountability کے ادارے کو آپ بنائیں وہ پٹواریوں کو پکڑتے ہے، وہ لوئر لیول کے لوگوں کو پکڑتے ہے، وہ چھوٹے کرپشن کے پیچھے جاتا ہے تو Concept یہ تھا کہ اگر اتنے صوبے کے اندر اگر کوئی بہت بڑی کرپشن ہو اور جو میگا سکینڈل اور یہ عام آدمی کی بھی شکایت ہے کہ چھوٹا چور جیل میں ہوتا ہے، بڑے چور دندناتے پھرتے ہیں اور نیب بھی ان کے اوپر ہاتھ نہیں ڈالتی تو ہم نے یہ دانستہ طور پر رکھا کہ اگر آپ پٹواریوں کے پیچھے یہ نہیں کہ وہ مبرا ہیں، ان کا احتساب ہونا ضروری ہے، سب کا احتساب ہونا ضروری ہے لیکن ہم احتساب کمیشن سے یہ Expect کرتے ہیں کہ وہ پہلے میگا سکینڈل کو Probe کرے گا، میگا سکینڈل کو Probe کرے گا اور وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں میں نہ پڑے اور اگر بہت بڑی کرپشن اور میرے خیال میں کہ اس صوبے کے اندر بہت بڑی کرپشن ہوئی ہوگی، تو یہ وہ Objectives تھے، یہ وہ Mainly جو جو ترمیم ہم لے کر آئے ہیں، وہ ہم اسلئے لائے ہیں کہ یہ Objectives پورے ہوں۔ جناب سپیکر! چھوٹی موٹی ترمیم صرف اسلئے ہیں کہ احتساب کمیشن کے اندر کمشنرز، ڈی جی سرچ اینڈ سکر وٹنی کمیٹی، ان کے درمیان ایک Tug of war چلتی رہی، اس کے اندر کوئی Politician involve نہیں، اس کے اندر حکومت Involve نہیں اور ان کے آپس کے جھگڑوں میں حکومت بھی بدنام، پولیٹیشن بھی بدنام، تو ہم نے وہ بیلنس لانے کی کوشش کی کہ ہر کوئی اپنے اختیار کے اندر کام کرے، ہر کسی کی ڈیوٹی Specified ہو اور وہ ایک دوسرے پر غلط طریقے سے اثر انداز نہ ہوں، تو اس چیک اینڈ بیلنس کیلئے ہم ضرور اس کے اندر امنڈ منٹس لائے ہیں اور وہ یہ کہ اگر ڈی جی کے خلاف انکو آری ہے تو کمشنرز کر سکتے ہیں لیکن وہ انکو آری کمشنرز کر کے وہ ڈویژنل بنج آف دی ہائی کورٹ کو بھیجیں گے تاکہ وہ اس کو Probe کرے اور اس کے اوپر فیصلہ دے یعنی ہم نے پوری کوشش کی۔ ایک اور ترمیم ہے اور وہ یہ کہ بہت سارے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ جب آپ کے لوگ پکڑے

جاتے ہیں، انوسٹی گیشن ونگ کا پورا ہوم ورک نہیں ہوا ہوتا تو یہ Feedback آیا، سب نے اس پر Agree کیا کہ جو انوسٹی گیشن ونگ کے لوگ ہیں اور جو پراسیکیوشن ونگ کے لوگ ہیں، وہ پروفیشنل ہونے چاہئیں، ان کا انوسٹی گیشن کے اندر تجربہ ہونا چاہیے، ان کو یہ پتہ ہونا چاہیے کہ یہی جو کیس میں لے کر جا رہوں، یہ جو کیس Investigate کر رہا ہوں، اس کی لیگل پوزیشن کیا ہے؟ کیا یہ واقعی اس بندے نے کرپشن کی ہے کہ نہیں کی ہے اور عدالت کے اندر اس کے اوپر کیا اثر ہوگا؟ مجھے کیا جواب ملے گا بجائے اس کے کہ آپ ویسے لوگوں کو اٹھالیں اور عدالت لے جائیں اور بعد میں کچھ نہ ہو تو لوگوں کی بدنامی اور بے عزتی ہو جاتی ہے تو انوسٹی گیشن اور پراسیکیوشن ونگ کا ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ رولز آف بزنس میں وہ چیزیں رکھیں گے کہ وہاں پروفیشنل لوگ سامنے آئیں، لاء کو سمجھتے ہوئے، انوسٹی گیشن کو سمجھتے ہوئے تاکہ چیزیں انصاف کے اوپر مبنی ہوں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا ڈیمانڈ تھا، یہ سارے ہاؤس کا ڈیمانڈ تھا، ساری بیورو کریسی کا ڈیمانڈ تھا کہ انصاف کے تقاضے پورے ہوں اور بیورو کریسی بے خطر ہو کر بالکل ان کو کوئی خوف نہ ہو اور وہ آگے سے کام شروع کر دے۔ میں سمجھتا ہوں جناب سپیکر! کہ جس طرح بابک صاحب نے کہا، مولانا صاحب نے بھی کہا کہ یہ امنڈمنٹ لاتے رہے ہیں، یہ کوئی کانٹنی ٹیوشن کے اندر امنڈمنٹ نہیں ہے کہ جس کیلئے آپ کو Two-third میجاریٹی چاہیے، جس طرح آپ کا تجربہ، پہلا ادارہ ہے، صوبائی حکومت کا یہ پہلا ادارہ ہے، اس کے اندر جو جو چیزیں، جب ہم نے یہ ادارہ بنایا، اس وقت بھی ہم نے یہ بات کی تھی کہ جو بھی چیزیں سامنے آئیں گی، جو جو چیزیں ہاؤس کو نظر آئیں گی جس کے اندر غلطیاں نظر آئیں گی، جب لاء آپ Implement کرنے پہ آتے ہو تو ضرور چیزیں سامنے آتی ہیں، تو ہم اس میں امنڈمنٹ کریں گے۔ جناب سپیکر! اگر کوئی چیز ہمیں کسی قانون کے اندر غلط نظر آتی ہے تو ہم اس کو Amend کرنے کو تیار ہیں۔ میں اس کے ساتھ یہ بھی Add up کرنا چاہتا ہوں، مولانا صاحب نے کہا کہ جس طرح آپ امنڈمنٹ لارہے ہیں احتساب کمیشن کے اندر، آپ نے پولیس کے اندر بھی امنڈمنٹ لے کے آئی ہے تو میں مولانا صاحب! بالکل آپ کے ساتھ Agree کرتا ہوں، یہ اسمبلی اگر قانون سازی نہ کرے، اگر یہ امنڈمنٹ نہ لے کر آئے، اگر یہ قانون کو بہتر نہ بنائے، اگر یہ Sovereign Assembly نہ ہو تو پھر اس ہاؤس کا فائدہ کیا ہے؟ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہم آپ کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں، اگر جو تجربہ تین ساڑھے تین سال سے ہے، ہم اس کو کامیاب سمجھتے ہیں۔ اگر آپ کو یہ خیال آیا کہ اس کے اندر یہ یہ غلطی ہے، ہاؤس اس پر متفق ہو کہ اس کے اندر یہ یہ غلطی ہے جس طرح ہم احتساب کمیشن کے اندر امنڈمنٹ لے کر آئے، اسی طرح آپ کے کہنے پر ہم ان شاء اللہ پولیس کے اندر لائیں گے لیکن امید کرتے ہیں کہ جو قانون ہم

نیک نیتی کے ساتھ لائے ہیں اور کامیابی ہوگی ان شاء اللہ، اگر کوئی Flaw نظر آئے تو یہ اسمبلی ہے ہی اسی لئے، امنڈمنٹ لانا کوئی کمزوری نہیں ہے، امنڈمنٹ لانا کوئی نالائق نہیں ہے، قانون کی بہتری کیلئے رواں دواں نظام ہوتا ہے اور وہ یہ ہاؤس ہے اور جدھر بھی بہتری نظر آئی، ان شاء اللہ ہم مزید قوانین بھی لائیں گے۔ شکر یہ جناب سپیکر۔
Mr. Speaker: The sitting is adjourned till 03:00 pm of 26th January, 2017.

(اجلاس بروز جمعرات مورخہ 26 جنوری 2017ء بعد از دوپہر تین بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)